TQ Lesson 196 Surah Namal Ayat 15-21 tafseer

ان آیات کی بڑی خوبصورت تلاوت آپ نے سنی اور واقعی قرآن کے بارے میں اللہ کا یہ کہنا کہ اگر میں اس کو پہاڑوں پر نازل کرتا تو قرآن کے اثر سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے (دلوں کے اندر چھید کرنے والی، سوراخ کرنے والی، دلوں کے اندر جذب ہونے والی) اللہ کرے ہمارے دل اور دماغ وہ ہوں جو اس قرآن کو اپنے اندر محفوظ کر لیں اپنے اندر جذب کر لیں آج کا سبق بھی بڑا ہی خوبصورت سبق ہے اور اللہ تعالی نے اپنے دو عظیم الشان پیغمبروں کا ذکر کیا ہے ایک پیغمبر ہیں حضرت داؤد علیہ السلام اور دوسرے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں آپ پہلے پڑھ چکیں ہیں۔ سورت البقرہ میں **فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُۥدُ جَالُوتَ وَءَاتَىٰهُ ٱللَّهُ ٱلْمُلْكَ وَٱلْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُۥ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ ٱللَّهِ ٱلنَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ ٱلْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ (251)** اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں جالوت قتل ہوا اور اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مملکت حکمت اور جتنا کچھ چاہا علم بھی عطا کیا اگر اللہ تعالی بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن اللہ تعالی دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔ یہ کون تھے جن کے بارے میں اللہ رب العزت یہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو حکومت حکمت اور جتنا چاہا علم عطا کیا یہ تھے حضرت داؤد علیہ السلام اور اللہ تعالی نے کب ان کو حکومت حکمت اور علم دیا ؟ جب انہوں نے جالوت کو قتل کر دیا۔ انہوں نے جالوت کو کب قتل کیا ؟ آپ کو وہ واقعہ یاد ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو لے کر نکلے ہیں اور فرعون نے ان کا پیچھا کیا (بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا) اور اس کے بعد کیا ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ ان کی جو قوم تھی وہ آگے جائے اور پھر قابض ہو جائے لیکن وہ وادی تیہ میں ہی چالیس سال تک رہے اور کہتے تھے کہ وہ لوگ تو

بڑے جبار ہیں ہم وہاں پہ نہیں جائیں گے۔ ۔۔**فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَٰتِلَآ إِنَّا هَٰهُنَا قَٰعِدُونَ (**24۔ سورت المائدہ**)** اے حضرت موسیٰ آپ اور آپ کا رب جا کر وہاں پہ لڑائی کریں ہم تو یہیں پہ بیٹھے ہوئے ہیں قوم نے انکار کیا تھا اور اس کے بعد اور بھی بنی اسرائیل کے کئی حالات آپ کو سب یاد ہوں گے آپ تھوڑا سا ان کو یاد کر لیں کیونکہ یہ سمجھنے کے لئے پچھلی جو تاریخ ہے یا پچھلا تعلق ہے وہ قائم ہونا ضروری ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام کا نسب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے داؤد بن ایشا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فارص بن یہودا بن یعقوب علیہ السلام۔ بن اسحاق بن ابراہیم میں نے درمیان میں کچھ چھوڑا ہے اور **حضرت وہب بن منبہؒ** رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت داؤد علیہ السلام کا قد چھوٹا تھا آنکھیں نیلی تھیں بال کم تھے اور دل پاکیزہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے بنی اسرائیل کو لے کر نکلے ہیں پھر **وادی تیہ** میں چالیس سال تک رہے ان کی قوم بنی اسرائیل وہاں پہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تعلیم اور تربیت حاصل کرتی رہی اس لئے اس کو وادی تیہ بھی کہتے ہیں کہ وہیں پہ سرگرداں رہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی شدید خواہش تھی کہ یہ لوگ فلسطین میں داخل ہوں اور ہم فلسطین پر قابض ہو جائیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جو قوم تھی کئی سال فرعون کی غلامی میں رہنے کے بعد اس کے اندر سے جو ایک بیدارمغزی تھی، بہادری تھی، دلیری تھی وہ اس سے چھن چکی تھی جب کوئی قوم غلامی کو قبول کر لیتی ہے تو بے شک وہ ان حکمرانوں سے آزادی حاصل بھی کر لے تو آزادی حاصل کرنے کے کئی سال بعد بھی ذہنی طور پر غلام رہتی ہے۔ ذہنوں میں غلامی باقی تھی تو قوم ڈر رہی تھی اور آگے جانا نہیں چاہتی تھی اور پھر آپ کو وہ بات بھی یاد ہوگی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ جب سفر کیا آپ نے سورت الکہف میں اس کی تفصیل پڑھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک آپ کے غلام بھی تھے **یشوع یا یوشع بن نون** علیہ السلام اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو جاتا ہے اور حضرت **یوشع** علیہ

السلام جو آپ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے آپ کے خادم تھے غلام تھے اب وہ بنی اسرائیل کے اوپر ذمہ دار ہیں اور اب جب مقابلہ ہوتا ہے طالوت اور جالوت کا اور راستے میں بنی اسرائیل کے اخلاق کا اور ان کے نظم و ضبط کا ان کے ایمان کا اللہ تعالیٰ اس سے پہلے کہ ان کا جالوت کے لشکر سے مقابلہ ہو امتحان لیتے ہیں۔ راستے میں ان کے رہنما کون ہوتے ہیں طالوت ، طالوت کیوں بنے لیڈر؟ حضرت یوشع علیہ السلام بوڑھے ہو چکے تھے اور پھر انہوں نے چاہا کہ جو بھی مضبوط ہوگا اور ایمان والا ہوگا اس کو لیڈر بنایا جائے گا تو جب ان کو بنایا گیا تو بھی ان کی قوم نے کہا تھا کہ اس کو قوم پہ فوقیت کیسے حاصل ہو گئی؟ وہ اونچے لمبے بھی تھے اور (اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی) اچھے بھی تھے بہرحال اب کیا ہوا ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب جالوت نے طالوت کو دوبدو جنگ کی دعوت دی تو کہا یا تم میری طرف آؤ یا میں تمہاری طرف آتا ہوں طالوت نے فوج سے کہا اس کا چیلنج کون قبول کرے گا ؟حضرت داؤد علیہ السلام سامنے آئے اور مقابلہ کر کے جالوت کو قتل کر دیا حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے فرمایا لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کی بہادری سے بہت متاثر ہوئے اور پھر حضرت داؤد علیہ السلام کواللہ تعالی نے بادشاہ بنا دیا ان کو حکومت حکمت علم سے نوازا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ جو آپ کا تقرر تھا یہ حضرت شمائل علیہ السلام تھے یا حضرت یوشع علیہ السلام تھے ان کے حکم سے ہوا تو ان کو مقرر کر دیا گیا تو بہرحال یہاں پہ ایک سوال بہت اہم ہے کہتے ہیں کہ جب وہ مقابلے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے کھڑے ہوئے تھے تو اس وقت تین دفعہ فوج میں پکار کی گئی تھی کہ کوئی ہے جو جالوت کے مقابلے پر آئے اور کوئی نہیں نکلا تھا تو نکلے کون تھے ؟ حضرت داؤد علیہ السلام نکلے تھے اور بکریاں چراتے چراتے وہ ایکدم آ کر اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور جالوت نے کہا بھی کہ کوئی اور آئے اور میرا مقابلہ کر سکے تم تو چھوٹے سے قد کے ہو لیکن یہ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد اس کو قتل کر دیا جب جالوت قتل ہو گیا تو نتیجہ کیا نکلا کہ فوج کا سارا حوصلہ پست ہو گیا

اور ان کو پوری طرح شکست ہو گئی حالانکہ کہتے ہیں کہ جب ان کا لشکر جا رہا تھا تو اس وقت جو بھی ان کے رہنما تھے انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ جس کی نئی نئی شادی ہوئی ہے تو وہ بھی شامل نہ ہو اگر کسی نے گھر نیا نیا بنایا ہے ابھی چھت نہیں ڈالی توو ہ بھی ساتھ شامل نہ ہو کیوں؟ تاکہ ایسا نہ ہو کہ مقابلے کے وقت کسی کو بیوی یاد آئے اور کسی کو چھت یاد آئے اور اس کی وجہ سے مقابلہ کرنے میں کوئی پستی دکھا جائے، کمزوری دکھا جائے دل جمعی کے ساتھ پوری یکسوئی کے ساتھ اور کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے تو بہرحال اب اللہ تعالی کن لوگوں کو چن لیتا ہے جو بے شک قد کے چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں بے شک وہ لوگوں کے اندر مقبول نہ ہوں یعنی گمنام ہوں حضرت داؤد علیہ السلام یہیں سے اچانک سب کے سامنے آتے ہیں ہر دل عزیز ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالی کہتا ہے

آیت نمبر 15۔ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ ٱلْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ (دوسری طرف) ہم نے داؤد و سلیمان کو علم عطا کیا اور انہوں نے کہا کہ شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی

وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ اور ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کیا کیا ذکر ہو رہا ہے علم کا تو حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بہت سی نعمتوں سے نوازا تھا تو علم سے مراد کون سا علم ہے ؟ حقیقت کا علم کہ جو بھی اللہ تعالی نے اختیار دیئے ہیں وہ اللہ کی مرضی کے مطابق خرچ کرنے ہیں اور اللہ تعالی پھر اس کا حساب لیں گے تو اصل بات کیا ہے کہ اگر کوئی شخص جس کو اس حقیقت کا علم حاصل ہو جائے تو پھر اس کا کردار بنتا ہے حضرت داؤد علیہ السلام جیسا اور

جس کو حقیقت کا علم حاصل نہ ہو تو اس کا کردار کیسا بنتا ہے فرعون جیسا۔ فرعون کے پاس بھی حکومت، طاقت، تخت، دنیا تھی اس کے قدموں کے نیچے لیکن فرعون کی سیرت اور کردار دیکھئے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سیرت اور کردار دیکھئے دونوں کا موازنہ کرتے جائیے کہ بادشاہی، دولت وحشمت طاقت دونوں کے پاس ہے فرعون کے پاس بھی حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھی لیکن ایک کے پاس حقیقت کا علم نہیں تھا اور دوسرے دونوں کے پاس حقیقت کا علم تھا تو اس لئے کردار میں عظیم الشان فرق پیدا ہو گیا تو آئیے اب ذرا گنتے چلے جائیں کہ حضرت داؤد علیہ اسلام کو اللہ تعالی نے کیا کہا کہ میں نے اس کو علم عطا کیا تو کیا علم تھا ؟ حضرت داؤد علیہ اسلام کو اللہ تعالی نے نبوت کی وراثت دی تھی کیوں اس لئے کہ انبیاء مال اور جائیداد کی وراثت نہیں چھوڑتے **مفہوم حدیث** ہےکہ " رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے"(یہ بخاری کی روایت ہے) اب یہ دونوں کہہ رہے ہیں **وَقَالَا ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ ٱلْمُؤْمِنِينَ** حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہمیں جو پتہ چلا ہے وہ کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا علم دیا اوراس کی وراثت دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز بڑی خوبصورت تھی(حسن صوت) اور جب وہ اچھی آواز میں پڑھتے تھے تو پہاڑ پرندے ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے تھے **وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَٰجِبَالُ أَوِّبِى مَعَهُۥ وَٱلطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ ٱلْحَدِيدَ (10.** سورت سبا) ہم نے داؤد کو اپنے ہاں سے بڑا فضل عطا کیا تھا (ہم نے حکم دیا کہ) اے پہاڑو، اس کے ساتھ ہم آہنگی کرو (اور یہی حکم ہم نے) پرندوں کو دیا ہم نے لوہے کو اس کے لئے نرم کر دیا یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص تحفہ دیا تھا اور آپ زبور کی ترتیل سے تلاوت کرتے تھے بڑے اچھے طریقے سے اس کو پڑھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا تھا۔ **وَأَلَنَّا لَهُ ٱلْحَدِيدَ** لوہے کو اللہ تعالیٰ نے نرم کر دیا تھا کیوں؟ **أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (11.** سورت

سبا) اور اس کی آیت نمبر 10 اور 11 کو آپ دیکھیں تو لوہا ان کے ہاتھوں میں ایسے نرم ہوتا تھا جیسے پانی کے چشمے ہوتے تھے. لوہے کے چشمے تھے اور آپ اس سے جنگی ساز و سامان تیار کرتے، زرہیں تیار کرتے تو اس مہارت (ہنر) سے ان کو اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا نوازا تھا ؟ یہ بہترین قاضی تھے اور لوگوں کے جو مقدمات ان کے پاس آتے تھے وہ ان کے بھی فیصلے کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جب ان کو نوازا تھا تو کیا تھا کہ یہ اللہ کے بہترین بندے تھے اللہ تعالیٰ ان کو ۔۔**نِعْمَ الْعَبْدُ**ؕ (30۔ سورت ص) کے نام سے یاد کرتے ہیں بہترین بندہ اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ ——**وَٱذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُۥدَ ذَا ٱلْأَيْدِ**ۖ **إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ** (17۔ سورت ص) ہمارے بندے حضرت داؤد علیہ السلام کو یاد کرو جو صاحب قوت تھے اور بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے. بادشاہی تھی حکومت تھی, طاقت تھی لیکن اس کے ساتھ کیا تھا **إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ** اور یہ اچھے قاضی تھے وہ کہاں سے پتہ چلے گا یہ بھی سورت ص آیت نمبر 17 سے 20 پڑھیں **وَشَدَدْنَا مُلْكَهُۥ وَءَاتَيْنَٰهُ ٱلْحِكْمَةَ وَفَصْلَ ٱلْخِطَابِ (20)** اور ہم نے بادشاہی کو مستحکم کیا اور ان کو حکمت عطا کی اور جھگڑے کی بات کا فیصلہ سکھایا تو یہ ساری جو نعمتیں تھیں ان سےاللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا تھا اور اس سلسلے میں آپ دلیل بھی سن لیجئے۔ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز تمام نمازوں سے زیادہ پیاری ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ سب روزوں سے پیارا ہے آپ آدھی رات آرام کرتے تھے تہائی رات قیام کرتے تھے اور رات کا چھٹا حصہ پھر سو جاتے تھے اور آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے اور جب دشمن سے سامنا ہوتا تو بہادری سے جہاد کرتے تھے. پھر امام غزالی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ اسلام کو اتنی پیاری آواز دی گئی تھی کہ جنگلی جانور اور پرندے آپ کی تلاوت سن کر آپ کے ارد گرد جمع ہو جاتے حضرت وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو بھی آپ کی آواز سنتا وہ جھومنے لگتا آپ ایسی سریلی آواز سے زبور کی

تلاوت کرتے تھے کہ کسی کان نے ایسی آواز کبھی نہ سنی تھی آپ کی پرترنم آواز سن کر جن، انسان، پرندے اور مویشی مگن ہو جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے کس صحابی کی تلاوت سن کر کہا تھا کہ اسے حضرت داؤد علیہ السلام کی نغمگی میں سے حصہ ملا ہے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ اس حسن صوت کے ساتھ آپ کو یہ خاصیت بھی حاصل تھی کہ آپ بہت تیزی سے تلاوت کر سکتے تھے۔ **مفہوم حدیث** ہے کہ " رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام پر تلاوت آسان کر دی گئی آپ گھوڑے پر کاٹھی ڈالنے کا حکم دیتے اور گھوڑا تیار ہونے سے پہلے زبور پڑھ لیتے"۔ اور آپ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے خوددار بھی تھے کمانے والے تھے تو اصل بات کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ اسلام کو اللہ تعالی نے بڑا نوازا تھا اللہ تعالی کی ایک بڑی نوازش حضرت داؤد علیہ السلام پر کیا تھی؟ کہ اللہ تعالی نے آپ کو انیس بیٹے دیئے تھے اور انیس بیٹوں میں سے ایک بیٹا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام اور یہاں پہ اللہ تعالی حضرت سلیمان علیہ السلام کا بھی ذکر کرتے ہیں کسی کو اللہ اتنی اولاد دے اور پھر اللہ تعالی اس کی حکمت، علم ،حکومت کو آگے اولاد میں منتقل کر دے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ایک اور بات بہت اہم ہے کہ آپ کی وفات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بہت غیرت والے تھے جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو دروازے بند کر جاتے آپ کی غیر موجودگی میں کوئی شخص آپ کے گھر میں داخل نہیں ہوتا تھا ایک دن آپ باہر تشریف لے گئے اور حسب معمول دروازہ بند کر گئے اچانک آپ کی زوجہ محترمہ نے دیکھا کہ ایک آدمی گھر کے درمیان کھڑا ہے انہوں نے گھر کے دوسرے افراد سے کہا یہ مرد کہاں سے داخل ہو گیا جبکہ گھر کے دروازے بند تھے اللہ کی قسم ہمیں تو حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تشریف لے آئے دیکھا کہ آدمی گھر کے درمیان کھڑا ہے آپ نے اس سے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں وہ ہوں

جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور دربانوں سے نہیں رکتا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا تب تو آپ موت کے فرشتے ہیں میں اللہ کے حکم کو خوش آمدید کہتا ہوں پھر آپ کی روح قبض کر لی گئی اور آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا جب لوگ غسل اور کفن سے فارغ ہوئے تو دھوپ نکل آئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں سے کہا حضرت داؤد علیہ السلام پر سایہ کرو پرندوں نے سایہ کیا حتیٰ کہ زمین پر اندھیرا چھا گیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں سے فرمایا کہ ایک ایک پر سمیٹ لو پھر رسول اللہ ﷺ نے پرندوں کی کیفیت سمجھانے کیلئے ایک بازو سمیٹ کر اشارہ کیا (یہ مسند احمد کی روایت ہے) . اسی طرح مسند احمد اور ترمذی کی ایک اور روایت ہے حضرت آدم علیہ السلام کی مقررہ عمر ہزار سال تھی آپ نے چالیس سال حضرت داؤد علیہ اسلام کو دے دیئے جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ہوئی نو سو ساٹھ سال تو ملک الموت تشریف لائے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا میری عمر کے چالیس سال باقی ہیں(آپ نے اپنے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام کو جو سال دے دیئے تھے وہ بات آپ کو اب یاد نہ رہی) چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی عمر پھر پورے ہزار سال کر دی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر بھی پورے سو سال کر دی تو(یہ روایت بھی مسند احمد کی ہے) تو بہرحال اتنا عرصہ وہ جئے اور اللہ کے بہترین بندے بن کر جئے تو دوسرا ہمیں جو نام ملتا ہے اور وہ کس کا ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ۔حضرت سلیمان علیہ السلام کون تھے ؟ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے اور یہاں پہ اللہ تعالی کہتے ہیں **وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ عِلْمًا**ۖ کہ ہم نے داؤد کو بھی علم دیا اور اس کے ساتھ جن کا نام لیا جاتا ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں تو گویا کہ اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام کا بادشاہت حکمت اور اس کے ساتھ نبوت میں جانشین مقرر کیا اور اپنے فضل و کرم سے ان کو اور بھی نوازا جیسے آپ دیکھ لیجئے اگلی آیت جو ہے ہماری سورت النمل کی آیت نمبر 16 اس سے کیا پتہ چلتا ہے

آیت نمبر16 -   وَوَرِثَ سُلَيْمَٰنُ دَاوُۥدَۖ وَقَالَ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ ٱلطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَىْءٍۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلْفَضْلُ ٱلْمُبِينُ

ترجمہ۔ اور داؤد کا وارث سلیمان ہوا اور اس نے کہا ""لوگو، ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں، بیشک یہ (ﷲ کا) نمایاں فضل ہے"

ان کو پرندوں کی بولی بھی سکھائی گئی اور اس کے علاوہ ﷲ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکومت دی۔ انسانوں پر تو لوگ حکومت کرتے ہی ہیں جنوں پر بھی حکومت دی اور پرندوں پر بھی ان کو حکومت دی اور ان کے پاس ہر قسم کا ساز و سامان تھا ہتھیار اور سپاہی اور انسانوں کے ساتھ ساتھ مختلف چرند پرندحیوانوں کی بھی ان کے پاس جماعتیں ہوتیں تھیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ گویا کہ ان کو حکومت میں وارث بنایا گیا (حضرت سلیمان علیہ السلام کو) تو یہ بات یاد رکھیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک اکیلے حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کو کسی چیز کا وارث بنایا گیا جیسے آپ کی مال و اسباِب حکومت چیزیں تھیں کیونکہ آپ کے تو انیس بیٹے تھے تو انیس میں سے صرف ایک کو تو نہیں مل سکتا تو اصل میں کیا ہے کہ مالی وراثت مراد نہیں ہے بلکہ نبوت میں ﷲ تعالیٰ نے ان کو وارث بنایا اور اس کے ساتھ یہ اتنے قابل تھے کہ ﷲ تعالیٰ نے ان کو حکومت میں بھی وارث بنا دیا اور پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ واقعہ بھی آپ کو پتہ ہی ہے چیونٹیوں والا میں نے آپ کو ایک واقعہ پہلے بھی سنایا تھا کہ آپ کا جب تخت لگتا تھا تو کتنی کرسیاں بچھتی تھیں؟ 6 لاکھ کرسیاں اور آپ کا تخت بڑی شان و شوکت سے اڑتا تھا اور ساتھ میں جن پرندے کرسیاں چیزیں اور ایک آدمی نے جب دیکھا تو کیا کہا تھا ؟ سبحان ﷲ ، واہ بھئی واہ ﷲ تعالی نے کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکومت دی ہے تو حضرت سلیمان علیہ

السلام نے کیا کہا تھا؟ " ایک دفعہ تسبیح کرنا اس سے بہتر ہے جو حکومت حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملی ہے" اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت نوازا تھا پھر اسی طرح ملکہ سبا کا جو واقعہ ہے تو کتنی حکمت سے ان کو توحید کی دعوت دیتے ہیں اور اس کے علاوہ حضرت داؤد علیہ اسلام کو بھی اللہ تعالی نے فیصلے کرنے کی قوت دی تھی لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے بھی بہترین دی تھی گویا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بہترین قاضی تھے آپ کے بارے میں کیا بات پتہ چلتی ہے کہتے ہیں **قاضی شریح** اور دیگر حضرات بتاتے ہیں کہ لوگوں کا انگوروں کا باغ تھا دوسرے لوگوں کی بکریاں رات کو باغ میں آ گئیں اور اسے نقصان پہنچایا تو حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے مقدمہ پیش کیا گیا آپ نے فیصلہ دیا کہ باغ والوں کو نقصان کے مطابق رقم ادا کی جائے فریقین وہاں سے نکلے تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی انہوں نے کہا کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے تمہارا کیا فیصلہ کیا انہوں نے بتایا آپ نے فرمایا اگر میں ہوتا تو یہ فیصلہ کرتا کہ بکریاں باغ والوں کے حوالے کی جائیں اور ان کے دودھ وغیرہ سے وہ فائدہ اٹھائیں اور بکریوں والے باغ کو درست کر کے ویسا ہی کر دیں جیسے وہ پہلے تھا تب اپنی بکریاں واپس لے لیں جب حضرت داؤد علیہ اسلام کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے جو بیٹے نے فیصلہ کیا تھا (حضرت سلیمان علیہ السلام نے) اس کو نافذ کر دیا اسی طرح ہمیں بخاری اور مسلم میں ایک اور فیصلے کا پتہ چلتا ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ **مفہوم حدیث** :رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو عورتوں کے پاس ایک ایک بچہ تھا بھیڑیئے نے حملہ کیا اور ایک عورت کا بچہ لے گیا بڑی نے کہا وہ تیرا بچہ لے گیا چھوٹی نے کہا وہ تیرا بچہ لے گیا انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا تو آپ نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا جب وہ عورتیں باہر نکلیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا چھری لاؤ میں بچے کو چیر کر دونوں کو آدھا آدھا بچہ

دے دوں گا چھوٹی نے کہا نہیں نہیں ایسا نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے یہ بچہ بڑی ہی کا ہے تو آپ نے بچے کا فیصلہ چھوٹی کے حق میں کر دیا۔ تو میں نے آپ کو ابھی کہا تھا کہ دونوں ہی قاضی تھے لیکن بہترین قوت فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کس کو دی تھی؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور اس کی دلیل میں دو مثالیں آپ کے سامنے آئیں تو کیا بات پتہ چلتی ہے شریعت میں دونوں نے جو فیصلہ کیا دونوں کے فیصلے کی گنجائش تو ہے لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ **راجِح** (صحیح، قابلِ ترجیح، پسندیدہ) تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی سمجھداری کی تعریف بھی کی ہے کہ **وَدَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِى ٱلْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ ٱلْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَٰهِدِينَ (78) فَفَهَّمْنَٰهَا سُلَيْمَٰنَ ۚ وَكُلًّا ءَاتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُۥدَ ٱلْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَٱلطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَٰعِلِينَ (**79 سورت الانبیاء**)۔** دونوں کو حکومت علم فہم دیا تھا لیکن اصل جو فیصلہ تھا وہ میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا پھر آپ ہواؤں پر بھی حکومت کر رہے تھے ہوائیں بھی آپ کے کنٹرول میں تھیں اور اس کے علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جوحقیقت کا علم دیا تھا وہ کیا تھا کہ آپ اللہ کے بہترین بندے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **ٱعْمَلُوٓا۟ ءَالَ دَاوُۥدَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِىَ ٱلشَّكُورُ** **(13-** سورت سبا) اے آلِ داؤد عمل کرو شکر کے طور پر نیک عمل کرو میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں اور اس کے علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بارے میں آتا ہے کہ جب اِن کے لئے موت کا حکم اللہ تعالیٰ نے صادر کر دیا تو گھن کا کیڑا ایک سال تک اِن کے عصا کو کھاتا رہا تب آپ کا جسم گرا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب بہت سی نعمتوں سے نوازا تو اب کیا تھا کہ بیت المقدس کی تعمیر ہو رہی تھی اور آپ چاہتے تھے کہ وہ مکمل ہو جائے لیکن موت کا وقت آ چکا تھا تو جنوں کو نہیں پتہ تھا اور جن کسی اور کی تو مانتے نہیں تھے اِن سے بہت ڈرتے تھے تو اب یہ تھا کہ آپ بس ایسے ہی کھڑے ہوئے تھے اور اسی میں فرشتے نے آ کر آپ کی جان نکال لی اور جنوں کو یہی پتہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ابھی زندہ ہیں تو

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جنوں کے پاس غیب کا علم نہیں ہوتا اور دوسری بات جو پتہ چلتی ہے یعنی بادشاہت کوئی بھی کر سکتا ہے لیکن یہاں بادشاہت کے اندر عبودیت کی شان ہے کہ اللہ کے فیصلوں پر وقت کا نبی راضی ہے مثلا آپ دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ آپ چاہیں تو شاہانہ شان و شوکت والے نبی بن جائیں اور چاہیں تو عبد کی شان والے نبی بن جائیں تو ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا تو انہوں نے مشورہ فرمایا کہ تواضع اختیار کی جائے تو آپ نے بندگی کا مقام رکھنے والا نبی بننا پسند کیا تو اصل کیا بات پتہ چلتی ہے کہ آپ کو جو بھی اللہ تعالی نے دیا ہے آپ اللہ کے پسندیدہ بندے بن جائیں تو اسی پس منظر میں ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں پڑھا **وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ عِلْمًا** اور تحقیق ہم نے دیا حضرت داؤد علیہ السلام کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم **وَقَالَا ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** وَقَالَا یہاں پہ آپ کو ن تو نظر نہیں آرہا گر چکا ہے **وَقَالَا** لام کے آگے الف بتا رہا ہے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام دونوں نے کہا الحمدللہ تعریف اللہ ہی کے لئے ہے **ٱلَّذِى فَضَّلَنَا** کہ جس نے ہم کو فضیلت عطا کی **علٰی کثیرٍ** بہت سے لوگوں پر اور بہت سے لوگ کون **مِّنْ عِبَادِهِ ٱلْمُؤْمِنِينَ** اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی کیوں ؟ اس لئے کہ اور بھی اللہ کے بہت سے مومن بندے تھے وہاں پہ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان مومن بندوں پر ان کو حکومت عطا کی ان کو خلافت عطا کی اور ان کو بے شمار قسم کی نعمتوں سے نوازا تو یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل تھا ورنہ اللہ تعالیٰ کسی اور کو بھی تو یہ دے سکتا تھا تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے ہمیشہ انسان اپنا جائزہ لیتا رہے اپنے آپ کو دیکھتا رہے اور پھر ساتھ ساتھ اللہ کا شکر ادا کرتا رہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں **ٱلَّذِى فَضَّلَنَا** کہ جس نے ہمیں فضیلت عطا کی **عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ ٱلْمُؤْمِنِينَ** اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی مومن کا ذکر بھی ساتھ ہی کر دیا مومنین میں سے تو اس سے کیا بات پتہ

چلتی ہے کہ اصل جو حقیقت ہے اصل عزت اور فضیلت ایمان کی عزت اور فضیلت ہے جس کو یہ نہ ملا اس کو پھر کچھ بھی نہ ملا تو عزت اور فضیلت کی بات کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے ایمان والے بندوں پر سرفرازی عطا کر دے اب دنیا کے لحاظ سے تو دونوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت نوازا تھا اب وہ حکومت پر خوش نہیں ہو رہے ہواؤں کا مطیع ہو جانا جنوں کا اور پرندوں کا انسانوں کا کہ سارے ان کے ماتحت ہیں اور لوہے کا نرم ہو جانا پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ چلنے لگے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو کتنا نوازا تھا اب اللہ کا جو شکر ادا کر رہے ہیں وہ کس بات پر شکر ادا کر رہے ہیں ؟ اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں پر ایمان والے بندوں پر ان کو فضیلت عطا کی نیکیوں میں آگے بڑھ جانا تو اصل فضیلت اصل عزت کیا ہے کہ کسی کو ایمان والے بندوں پر سرفرازیت مل جائے **ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ ٱلْمُؤْمِنِينَ** یہ ہے اصل بات اور اس پر مجھے اور آپ کو بھی اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ دنیا کے لحاظ سے تو بہت سے لوگ ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ سے اور مجھ سے زیادہ دیا ہوگا کسی کو شکل زیادہ دی کسی کو دولت زیادہ دی کسی کو اولاد زیادہ دی کسی کو گھر بڑا دے دیا لیکن اصل چیز جو اہم ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف علم بہت بڑی نعمت ہے علم اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور پھر کسی کو نبوت کا علم مل جائے اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے جو ان کو مختلف نعمتیں عطا کی تھیں اور جو حکمت عطا کی تھی تو ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ یہاں پر ذکر کر رہے ہیں کہ میں نے ان کو دیا اور وہ میرے ماننے والے تھے وہ اس کو سمجھنے والے تھے وہ نعمتوں کو محسوس کرنے والے تھے اور وہ میرا شکر ادا کرنے والے تھے پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ **وَوَرِثَ سُلَيْمَٰنُ دَاوُۥدَ** اور وارث ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام کس کے حضرت داؤد علیہ السلام کے تو یہاں پر یہ جو بات کہی جا رہی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وارث ہوئے تو اس سے مراد ایک رائے تو یہ ہے کہ نبوت مراد ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ

السلام جو تھے وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد نبی بنے اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے بادشاہت کی وراثت بھی مراد ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہی پھر آپ کے بادشاہت میں بھی وارث قرار پائے ورنہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تو اور بھی تھے وہ اس وراثت سے محروم رہے لیکن وہ بات آپ یاد رکھیے گا جو علماء یہ کہتے ہیں اس سے مراد صرف نبوت کی وراثت ہے نبوت سے مراد علم کی وراثت جو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس تھی مال و جائیداد کی نہیں ہے حکومت کی نہیں ہے اور اس کی وجہ کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر وراثت سے مراد مال و جائیداد کی یا حکومت کی تو وہ تو پھر اولاد میں یکساں تقسیم ہوتی ہے اور نبی جائیداد کا اور مال کا ورثہ نہیں چھوڑتا وہ کس کا ورثہ چھوڑتا ہے؟ علم کا ورثہ چھوڑتا ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا وارث حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا **وَقَالَ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ** اور اس نے کہا اے لوگو اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر حضرت داؤد علیہ السلام کا پیارا بیٹا اور وہ کون ہے حضرت سلیمان علیہ السلام ان کا ذکر کیا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کہا **يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ**   اے لوگو **عُلِّمْنَا** یہ ماضی مجہول ہے کہ مجھے سکھایا گیا ہے گویا کہ خاص بات کیا پتہ چلتی ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو بھی معجزے تھے تو وہ کہتے تھے کہ **بِإِذْنِ ٱللَّهِ**ۖ میں اللہ کی اجازت سے کرتا ہوں تو یہاں پر وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ مجھے بہت زیادہ آتا ہے یا اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ کہتے ہیں کہ مجھے سکھائی گئیں ہیں **مَنطِقَ ٱلطَّيْرِ۔** بولیاں پرندوں کی اور **(ن ط ق)** کے معنی ہوتے ہیں بولی کے نطق بات کرنا **حَیوانِ ناطِق** انسان کو کہتے ہیں کہ وہ بولنے والا جانور ہے تو **مافی الضمیر(** دل کی بات ، نیت، مدعا **)**کے اظہار کے لئے جو آواز نکالی جاتی ہے تو اس کو **(ن ط ق)** کہتے ہیں تو اب وہ کیا کہتے ہیں کہ پرندوں کا جو نطق ہے وہ مجھے سکھایا گیا اب آپ دیکھیں کہ جس طرح انسان بولتا ہے لیکن یہاں پہ کیا ہے **مَنطِقَ ٱلطَّيْرِ** پرندے بھی بولتے ہیں اور عام طور پہ انسان پرندوں کے نطق کو سمجھتے نہیں ہیں لیکن اس کا یہ نہیں مطلب

کہ ہمیں سمجھ میں نہیں آتی تو پرندے بولتے نہیں ہیں بلکہ کیا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے خود قرآن میں کہا کہ کائنات کی ہر چیز میری تسبیح بیان کرتی ہے لیکن لوگ اس کو سمجھتے نہیں ہیں جتنے بھی چرند پرند ہیں ہماری طرح ان کی بھی الگ الگ امتیں ہیں اور سورت النحل میں آپ پڑھ بھی چکیں ہیں اور کیا بات ہمارے سامنے آتی ہے جیسے آپ دیکھیں کہ ہم لوگ کبھی اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہیں کبھی اپنی محبت کا کبھی اپنے غصے کا کبھی اپنے التفات اور خوشی کا اور کبھی اپنی فکرمندی کا کبھی اپنے اطمینان کا پھر انسان جیسے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے اور اس کے لئے پھر ہمارا انداز مختلف ہوتا ہے کبھی ہم اپنی حرکات و سکنات سے کبھی آنکھوں کے اشارے سے کبھی ہاتھوں سے کبھی بول کر بولیوں میں لہجے مختلف ہمارے ہوتے ہیں تو جس طرح ہماری ادائیں حرکتیں بولیاں آواز اور اس کا زیرو بم (اتار چڑھاؤ) مختلف ہوتا ہے پرندوں کی بھی اسی طرح کی آوازیں، جذبات اور اشارے ہوتے ہیں وہ اپنے ہم جنسوں سے جو بولی بولتے ہیں ان سے جو بات کرتے ہیں اور مختلف سائنس دانوں نے ایسے ایسے چڑیا گھر بنائے اور اس میں پرندوں پر انہوں نے ریسرچ کی تجربہ کیا اور اس بات کا اندازہ کیا کہ پرندے بولتے ہیں اور وہ اپنے انداز میں کیا کیا باتیں کرتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ عام بندہ نہیں سمجھ سکتا لیکن آج بھی جیسے بعض لوگوں کے پاس پرندے ہیں جانور ہیں بلی ہے طوطا ہے کتا ہے ان کو پتہ چل جاتا ہے یا گائے بھینس بکری جو بھی کہ یہ جو اس طرح بلبلا رہا ہے یہ بھوکا ہے یہ اس طرح جو آوازیں دے رہا ہے اس کو تکلیف ہے درد ہے یہ اس طرح جو آواز دے رہا ہے اب اس وقت ڈکار رہا ہے تو اس کو بھوک لگی ہے یا اس کو کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہے یا کچھ بھی لیکن جو حضرت سلیمان علیہ السلام تھے اللّٰہ تعالیٰ نے پرندوں کے نطق کا خاص علم جو تھا وہ ان کو عطا کیا تھا تو اب وہ اس کا ذکر کرتے ہیں کہ مجھے پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں یہاں پہ **عُلِّمْنَا** کیوں کہا یہ ان کا شاہانہ انداز ہے یعنی اصل میں تو انہی کو سکھایا گیا تھا لیکن وہ یہ کیوں نہیں کہہ رہے کہ **عُلِّمْتُ** یہ کیوں کہہ رہے ہیں **عُلِّمْنَا** اس لئے کہ یہ

ان کا شاہانہ انداز ہے کہ ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں ہیں ہمیں پرندوں کی زبان سکھائی گئی ہے تو پرندوں کا ذکر خاص طور پر کیا کیونکہ کہتے ہیں پرندے سائے کیلئے ہر وقت ساتھ ساتھ رہتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ صرف پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی تھی۔ صرف پرندوں کی نہیں چیونٹیاں بھی اس کے ساتھ شامل تھیں پھر کہا **وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَىْءٍ**ۖ اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں اب آپ دیکھیں ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اللّٰہ کے بخشے ہوئے مال و دولت اور ساز و سامان کی ہمارے پاس کثرت ہے اس کا کیا مطلب ہے کہ اللّٰہ تعالی نے ہمیں بہت کچھ عطا کیا ہے ،اللّٰہ تعالی نے ہمیں بہت کچھ نوازا ہے علم نبوت حکمت مال جن انسان پرندے حیوانات سارے کے سارے اللّٰہ تعالی نے ہمارے لئے مسخر کر دیئے ہیں تو اب یہاں پر وہ کہہ رہے ہیں **وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَىْءٍ**ۖ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ فخریہ یہ بات کر رہے ہیں ،وہ اس پر کوئی غرور کا اظہار کر رہے ہیں بلکہ کیا ہے کہ وہ اللّٰہ کے فضل، اس کی عطا، اس کی بخشش کا اظہار کر رہے ہیں کہ اللّٰہ تعالی نے مجھے بڑا نوازا ہے اور آپ دیکھیں کہ اس طرح سے اظہار کرنا بھی کیا ہے کہ اللّٰہ تعالی کا شکر ادا کرنا ہے کہ کوئی اللّٰہ کا شکر ادا کرے اور یہ کہے کہ اللّٰہ تعالی تو نے مجھے اتنا نوازا ہے **وَقَالَ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ ٱلطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَىْءٍ**ۖ **إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلْفَضْلُ ٱلْمُبِينُ** تو لغت کے اعتبارسے یہاں پر **كُلِّ** کا لفظ وہ کس لئے آیا ہے مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہاں مراد یہ ہے کہ میرے پاس چیزوں کی کثرت ہے اس کا یہ نہیں مطلب کہ ہر چیز دنیا کی میرے پاس ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہاں پر ***"عمومی كُل"*** مراد نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ میرے پاس بہت زیادہ چیزیں ہیں یعنی کثرت **إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلْفَضْلُ ٱلْمُبِينُ** بے شک یہ اللّٰہ کا انتہائی فضل ہے تو اس پر وہ اللّٰہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللّٰہ تعالی تو نے مجھے بڑا نوازا ہے مجھ پر تو نے بڑا احسان کیا ہے

آیت نمبر17۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَٰنَ جُنُودُهُۥ مِنَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ وَٱلطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ

ترجمہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جن اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے تھے اور وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے

اور جمع کر دیئے گے **وَحُشِرَ** یہ بھی ماضی مجہول ہے جمع کیے گئے اور حشر کے اندر کیا معنی پائے جاتے ہیں تین معنی پائے جاتے ہیں پہلا معنی کیا ہے تجمع پھر سوق اور پھر تیسرا بعث پھر ان کو ہانکا ان کو کھڑا کر دیا تو یہاں پر کیا ہے کہ ان کے لئے جمع کیے گئے اکٹھے کیے گئے ہانکے گئے کھڑے کر دیئے گئے کس کے لئے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے کیا اکٹھے کیے گے کیا جمع کیے گے کن چیزوں کو ان کے لئے ہانکا جاتا تھا ؟ **جُنُو□دُهٗ** ان کے لشکروں کو۔ تین چیزوں کے لشکروں کا ذکر ہے جن انسان اور **وَٱلطَّيْرِ** اور تینوں یہاں پر اسم جنس استعمال کیے گئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جن انسانوں اور پرندوں کی فوجیں تھیں ان کے لشکر تھے بہت بڑی تعداد میں ان کے پاس تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ انفرادی خصوصیت اور فضیلت کا ذکر کیا جا رہا ہے پوری تاریخ انسانیت میں کسی کو ایسی حکمرانی انسانوں میں نہیں ملی جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملی کہ جنات حیوانات چرند پرند ان کے لشکروں کو ان کے لئے جمع کیا گیا اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر **وَحُشِرَ** کے بارے میں کیا آتا ہے کہتے ہیں کہ دراصل یہ ذکر ہے کہ ایک فوج ان کے لئے جمع کی گئی کیونکہ یہ معائنہ کیا کرتے تھے بہت زیادہ ان کے پاس جن انسان اور پرندے تھے تو با قاعدہ وہ لوگ پریڈ کرتے تھے پھر یہ ان کا معائنہ کرتے تھے تو اب وہ یہ بتا رہے ہیں کہ اس کا جائزہ لے رہے ہیں کہ ساری فوجیں جمع کر دی جائیں تو جمع کر دی گئیں ان کے لئے اور وہ افواج کی ایک پریڈ کا جائزہ لے رہے ہیں اس کا وہ اندازہ کر رہے ہیں تو یہ آپ کی شان و شوکت اور اللہ کی نعمتوں کا ذکر ہے **فَهُمْ يُوزَعُونَ** اب اتنی فوجیں جنوں انسانوں اور پرندوں کی اور کہا جا رہا ہے **فَهُمْ يُوزَعُونَ (و ز ع)** کا

مطلب ہے روکنا تھامنا سنبھالنا اور اس کے اندر مفسرین کہتے ہیں 3 معنی پائے جاتے ہیں نمبر 1. تربیت نمبر 2. درجہ بندی نمبر 3. صف بندی تو پھر اس سے مراد کیا ہے کہ جو بھی آپ کے پاس چرندپرند ، جن اور انسان تھے تو ان کو الگ الگ گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا ، تو آپ کیا کہیں گی کہ ان کی الگ الگ درجہ بندی کر دی گئی الگ الگ ان کے گروہ بنا دیئے گئے دوسرے اگر معنی آپ اس کے یہ لے لیں کہ ان کی صف بندی کی گئی تو ان کی الگ الگ صف بندی کرتے تھے یا پھر آپ یوں کہیں کہ جیسے تربیت کے لئے ایک طرح کے لوگوں کو الگ کیا جاتا ہے تو ان کو الگ الگ تقسیم کر دیا گیا اور **(و ز ع)** کے معنی یہ بھی ہوتے ہیں کسی کو روک لیا جائے معنی کیا ہے کہ ان کو روکا جاتا تھا کیوں روکا جاتا تھا مثلاً اگر کہیں پر بہت سی فوج ہے وہاں پہ انسان بھی ہیں جن بھی ہیں پرندے بھی ہیں تو وہاں پہ کیا ہے کہ ایک انتشار ہے، بدنظمی ہے، بے ترتیبی ہے تو اگر ان کو روک لیا جائے گا تو روک روک کر ان کو درست کیا جائے گا ان کو تربیت دی جائے گی تاکہ شاہی لشکر، بادشاہ کا لشکر بدنظمی کا، انتشار کا شکار نہ ہو جائے تو روکنے کے معنی کیا ہیں تاکہ لشکر جو ہے اس کی ایک ترتیب ہو اس کی الگ الگ درجہ بندی ہو اور کیونکہ حیرت انگیز صلاحیتیں رکھنے والے ان کے پاس موجود ہیں فوج ان کی بڑی زبردست تھی اس میں ہر طرح کے لوگ شامل تھے تو اب کیوں ان کو روکا جا رہا ہے تاکہ ان کی تربیت کی جائے۔ کیونکہ ان کا لشکر ناقابل تسخیر قوت تھا تو کہیں ان کے اندر غرور اور گھمنڈ پیدا نہ ہو جائے کہیں کوئی زیادتی نہ کر لے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کے بندے نہ بنیں تو کیا ہے **فَهُمْ يُوزَعُونَ** وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے ان کی جماعت بندی کی جاتی تھی ان کی ،صف بندی کی جاتی تھی، ان کی تربیت کی جاتی تھی تو آپ دیکھئے حضرت سلیمان علیہ السلام کا نظم و ضبط اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ بادشاہ کے پاس جب بہت زیادہ لوگ ہیں یا فوجیں اس کی زیادہ ہیں تو ایسا نہ ہو کہ وہ تربیت ہی نہ دے اس میں کوئی نظم و ضبط ہی قائم نہ کرے یا کسی استاد کے پاس طالبعلم بہت زیادہ ہیں یا کسی

پرنسپل کے سکول میں بہت زیادہ طالبعلم ہیں کسی فیکٹری میں بہت زیادہ ملازم ہیں اور اب اس کا نہ کوئی نظم و ضبط ہے نہ اس کی کوئی تربیت ہے ایسا نہیں تھا ہمارے ہاں تو ایسا ہی ہوتا ہے اب دیکھیں مسلمان دنیا میں کتنی زیادہ تعداد میں ہیں کہ پتھر جمع ہوں تو پہاڑ بن جائے پانی کے قطرے جمع ہوں تو سمندر بن جائے ریت کے ذرے جمع ہوں تو صحرا بن جائے تنکے جمع ہوں تو گھونسلہ بن جائے گھر بن جائے لیکن افسوس آج امت مسلمہ اتنی زیادہ تعداد میں ہے لیکن جہاں مسلمانوں کا نام آتا ہے شادی کی دعوت ہو کوئی ملازمت کی بات ہو کوئی فیکٹری کی بات ہو مسلمانوں کے ملک کی بات ہو تو وہاں پہ ہمیں کوئی ترتیب تربیت ، نظم و ضبط نظر نہیں آتا تو ایسا تو نہیں ہے کہ اسلام میں نظم و ضبط اور تربیت کا فقدان تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کی مثال دیکھ لیجئے پھر رسول اللہ ﷺ کی مثال حجة الوداع کا موقع ہے اس میں آپ دیکھ لیں ہزاروں کا مجمع ہے اور کتنا نظم و ضبط ہے فتح مکہ کو دیکھ لیجئے دشمن کے سر پر پہنچ گئے کانوں کان خبر نہیں ہوئی کہ اتنا بڑا لشکر لیکن اتنا نظم و ضبط اور یہاں پہ کیا ہے کہ مجھے اور آپ کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیسے بدترتیبی ہوتی ہے بدنظمی ہوتی ہے اور نظم و ضبط ہمارے اندر نہیں آتا کیوں نہیں آتا جب تک ہماری سوچوں میں نہیں آئے گا ہمارے دماغ میں نہیں آئے گا بے ترتیبی ہے ہمارے گھروں میں کپڑوں کی الماریوں میں ہمارے جوتوں کے ریک میں ہمارے برتنوں میں ہمارے حقوق میں بڑی بدترتیبی ہے نظم و ضبط کی کمی ہے ہم تربیت نہیں کرتے ہم ترجیحات کا تعین قائم نہیں کرتے کہ کونسی چیز فرض ہے کونسی چیز نفل ہے کونسی چیز زیادہ اہم ہے کونسی چیز کم اہم ہے ہمیں کیا کرنا ہے کیسے کرنا ہے تو اصل بات کیا ہے **فَهُمْ يُوزَعُونَ** تھے وہ پرندے تھے وہ جن تھے وہ انسان تھے لیکن ان کو ایک نظم و ضبط میں رکھا ہوا تھا ان کی بڑی تربیت تھی اس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ جتنا بھی بڑا لشکر تھا وہ سارے کے سارے جھکے ہوئے تھے اطاعت گزار تھے اللہ کے

آگے اور اپنے وقت کے پیغمبر کے آگے ان کی بھی اطاعت کرتے تھے اور اللّٰہ کی بھی **فَهُمْ يُوزَعُونَ** ان کو پورے ضبط میں رکھا ہوا تھا الگ ان کو کھڑا کر دیا گیا تھا

آیت نمبر18۔ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

ترجمہ۔ ایک مرتبہ وہ ان کے ساتھ کوچ کر رہا تھا) یہاں تک کہ جب یہ سب چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا ""اے چیونٹیوں، اپنے بلوں میں گھس جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو"

یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب وہ آئے وادی نمل میں اب کس کا ذکر ہو رہا ہے؟ چیونٹیوں کا۔ کہ وہ اپنی فوجوں کی پریڈ کا فوجی معائنہ کرتے رہتے تھے جو بھی ان کی فوجیں تھیں پرندوں کی، جنوں کی، انسانوں کی اور وہ اس شان و شوکت کے ساتھ معائنہ کرنے کے بعد **حَتَّىٰ** اب یہاں پہ **حَتَّىٰ** سے کیا بات پتہ چل رہی ہے کہ بہت سی فوجی مشقیں ہوتیں تھیں تربیت ہوتی تھی ان کا معائنہ ہوتا تھا اس کا جائزہ لیا جاتا تھا یہاں تک کہ اسی شان و شوکت کے ساتھ وہ ایک دفعہ نمل کی وادی پر آئے اچھا اب آپ نے بھی ہو سکتا ہے کوئی فوجی تربیت دیکھی ہو کتنا پراثر ہوتا ہے دیکھئے آپ نے جیسے پاکستان میں 23 مارچ کے موقع پر 14 اگست کے موقع پر بعض لوگ ٹی وی میں دیکھتے ہیں یا 6 ستمبر کے موقع پر آپ فوجوں کا معائنہ کر لیں کیا ایک شان و شوکت ایک رعب دبدبہ اور دیکھیں فوجوں کی مشقیں ہوتی رہتی ہے کیوں ہوتی ہے تاکہ اصل کام کے لئے وہ تیار رہے اور بری فوج ہے بحری فوج ہے ہوائی فوج ہے تو طرح طرح کی فوجیں ہوتیں ہیں یہاں پہ بھی ان کے پاس طرح طرح کی فوجیں تھیں ان کا جائزہ بھی لینااور اس کے ساتھ پھر ان کا گشت کرنا پھر ان کا نکلنا تو

فوجوں کی یہ جو مشقیں ہوتیں ہیں یا ان کا جو جائزہ اور معائنہ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ فوج کے اندر نظم و ضبط کتنا ہے فوج چوکس کتنی ہے فوج اصل کام کے لئے تیار کتنی ہے بیدار مغز کتنی ہے تو بہت سی ایسی باتیں ہوتیں ہیں اب وہ بھی یہ سارا کچھ کرتے تھے یہ نہیں تھا کہ اتنا کچھ اللہ نے ان کو دیا اور اس کے بعد ان کی اندر بے ترتیبی ہو یہاں تک کہ **إِذَآ أَتَوْاْ** جب وہ آئے۔ ساتھ اپنے پورے لاؤ لشکر کے اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ شاہانہ جلال کے ساتھ آپ ذرا تصور میں لائیں آپ کسی فوجی پریڈ کا جائزہ اپنے ذہن میں رکھیں اور پھر آپ دیکھیں کہ کیا شان و شوکت ہوگی ان کے لشکر کی ہم تصور بھی نہیں کر سکتے یہاں تک کہ **حَتَّىٰٓ إِذَآ أَتَوْاْ عَلَىٰ وَادِ ٱلنَّمْلِ** کہ وہ آئے چیونٹیوں کی وادی پر **ٱلنَّمْلِ** جو ہے **نَمْلَةٌ** کی جمع ہے اور اس کے معنی کیا ہیں کہ یہ ظرف مکان ہے ایک جگہ کا نام ہے جہاں چیونٹیاں ہی چیونٹیاں رہتی تھیں اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اصل میں اتنی زیادہ چیونٹیاں رہتی تھیں اس لئے اس کا نام **وَادِ ٱلنَّمْلِ** ہو گیا تو چیونٹیوں کی ایک وادی ایک ایسی جگہ جہاں کثیر تعداد میں چیونٹیاں رہتی تھیں وہاں پہ وہ آئے **يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّمْلُ** تو ہوا کیا کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر آئے تو چیونٹیوں میں سے ایک چیونٹی اور کہتے ہیں **نَمْلَةٌ** یہ ملکہ چیونٹی تھی اور ملکہ چیونٹی جاگتی رہتی ہے بیدار رہتی ہے ہر طرف سے کہیں کوئی خطرہ تو نہیں کہیں کوئی پریشانی تو نہیں **قَالَتْ نَمْلَةٌ** تو ملکہ چیونٹی نے کہا **يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّمْلُ** اے چیونٹیوں **ٱدْخُلُواْ** داخل ہو جاؤ **مَسَٰكِنَكُمْ** اپنے بلوں میں، اے چیونٹیوں تم اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ اے چیونٹیوں تم جو بھی تمہارے سوراخ ہیں تمہاری بستی ہے، تمہاری جگہ ہے تم اس کے اندر داخل ہو جاؤ تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ کوئی مخصوص وادی بھی ہو سکتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کیونکہ چیونٹیاں چونٹے اسی طرح کے بہت سے حشرات الارض تھے جو اپنے گھر میں اپنے علاقے میں رہتے تھے تو اب اس چیونٹی نے کہا کہ تم اس میں چلی جاؤ کیوں کہا **لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَٰنُ وَجُنُودُهُۥ** کہیں ایسا نہ ہو کہ کچل دے، روند ڈالے، پیس ڈالے تم کو حضرت سلیمان علیہ

السلام اور ان کا لشکر **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** اور انہیں خبر بھی نہ ہو چیونٹیوں نے یہ بات کیوں کہی چیونٹیوں نے کیوں چھپنا چاہا اور کیوں ملکہ چیونٹی نے ان کو کہا کہ تم یہاں سے بھاگ جاؤ تم یہاں سے چلی جاؤ اس لئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لاؤ لشکر اپنے بڑے شاہانہ جلال کے ساتھ چلا آرہا ہے اب فوج ہے مارچ کرتی ہوئی چیونٹیوں کی وادی میں پہنچنے والی ہے تو اب ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں کو اس خطرے سے آگاہ کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تمہیں کچل ڈالے **يَحْطِمَنَّكُمْ (ح ط م)** کے معنی کیا ہوتے ہیں پیس دینا، روند دینا، چورا چورا کر دینا جیسے کسی کو بالکل ہی مسل دیا جائے تو ساری کی ساری تم مر جاؤ اچھا اب یہاں پہ خاص بات کیا ہے **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** کہ انہیں شعور بھی نہ ہو اب چیونٹیوں کا حسن ظن تھا ملکہ چیونٹی یہ نہیں کہہ رہی کہ جان بوجھ کے وہ کچلیں گے اس سے کیا پتہ چلتا ہے کہ چیونٹی ہے لیکن حسن ظن رکھ رہی ہے کہہ رہی ہے کہ کہیں لاعلمی میں تمہیں کچل نہ ڈالے بڑی خوبصورت بات ہے یہ والی اچھا یہاں سے ہمیں یہ بات پتہ چلتی ہے کہ چیونٹیاں بولتیں بھی ہیں چیونٹیاں ادراک رکھتیں ہیں ایک خاص قسم کا شعور ان کو حاصل ہے اور پھر یہ کہ چیونٹیاں جو ہیں ان کا بھی ایک معاشرتی اور سیاسی نظام ہے اور حیوانات کی جدید تحقیق سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جس طرح انسان نے اپنے اجتماعی اور سیاسی نظام کے لئے کچھ ضابطے بنا رکھے ہیں جن کی وہ پابندی کرتا ہے چیونٹیاں جو بالکل حقیر ترین جانور ہیں ان کی بھی الگ بستیاں ہیں (بستیوں کی بستیاں) ان کا بھی ایک سیاسی نظام ہے ان کا بھی قبائلی نظام ہے خاندانی نظام ہے ان کے اندر بھی باہمی جماعتی نظام ہوتا ہے باہمی تعاون پھر ان کے اندر بھی تقسیم کار ہوتی ہے کام تقسیم ہوتا ہے ان کے اندر بھی نظام حکومت کے ادارے پائے جاتے ہیں ان کی بھی زبانیں ہوتیں ہیں اور اس کو چیونٹیاں آپس میں سمجھتی ہیں تو یہاں پر اہم بات ہمیں کیا پتہ چلتی ہے کہ پوری فوج ہے چیونٹیوں کی بھی اور ایک ملکہ اس کی قیادت کر رہی ہے کیسے؟ کہ پوری نگرانی کر رہی ہے اور جہاں اس نے

خطرہ دیکھا اپنی چیونٹیوں کو اس نے ایک حکم دیا فوراً خطرے کا آلارم بجایا ہے اپنے آپ کو بچانے کی تدبیر کی ہے اور چیونٹیوں کے بارے میں اگر آپ انٹرنیٹ پر بھی تلاش کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ چیونٹی کی 2 آنکھیں ہوتی ہیں ہر آنکھ بہت چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے مل کر بنتی ہے۔ ایک چیونٹی کی 6 ٹانگیں ہوتی ہیں اور ہر ٹانگ میں 3 جوڑ ہوتے ہیں پھر چیونٹی کی جو ٹانگیں ہوتیں ہیں بہت مضبوط ہوتیں ہیں یہ بہت تیز چلتی ہے اگر انسان اس رفتار سے دوڑے تو ریس کے لئے گھوڑے کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے جس رفتار سے چیونٹی چلتی ہے چیونٹی اپنے وزن سے بیس گنا زیادہ وزن اٹھا سکتی ہے ہم کیا کہتے ہیں اپنا وزن ہی نہیں اٹھایا جاتا اور اتنے کھانے پینے میں مصروف رہتے ہیں اپنا وزن ہی نہیں اٹھتا تو کام کیا کریں کوئی کام کے لئے جیتا ہے اور کوئی کھانے کے لئے جیتا ہے چیونٹی کے دماغ میں جو دماغ کے خلیات ہوتے ہیں یہ دو لاکھ پچاس ہزار ہوتے ہیں اور انسان کے دماغ میں وہ (دس ملین) ایک کروڑ خلیات ہوتے ہیں اس طرح اگر 40 ہزار چیونٹیاں ایک جگہ جمع ہوں تو سب کے ملنے سے دماغ کے خلیات کو اگر جمع کیا جائے تو انسان کے دماغ جتنے خلیات جمع ہو جائیں گے چیونٹی کی عمر 45 سے 60 دن تک ہوتی ہے اچھا اب ان کی جو چیونٹیاں عمر رسیدہ ہو جاتی ہیں بوڑھوں کے لئے سنٹر ہمارے یہاں بھی ہوتے ہیں اور بوڑھوں کی الگ ایک خوراک اور انداز ہوتا ہے تو ان کے جو بوڑھے چونٹے ہوتے ہیں یا چیونٹیاں ہوتیں ہیں وہ چبا نہیں سکتیں صرف نگل سکتیں ہیں صرف رس دبا کر نکال لیتی ہیں اور صرف اس کو نگلتی ہیں اور بھوسے کو یہ پھینک دیتی ہیں آپ نے سوچا کبھی اس بات پہ یہ سائنس کی تحقیق سے بات سامنے آئی اور ان کے بارے میں کیا پتہ چلتا ہے کہ اگر ان کو کہیں خطرہ محسوس ہو تو ان کا پورا قبیلہ مستقل طور پر ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہجرت کر جاتا ہے (پوری چیونٹیوں کا قبیلہ)اچھا جب یہ ہجرت کرتی ہیں تو جو پورے اپنے انہوں نے کھانے کے ذخیرے (غذائی ذخائر) بنائے ہوتے ہیں پورا ذخیرہ جمع کیا جاتا ہے جب یہ جاتیں ہیں تو اپنی پوری

غذا کو بھی اپنے اوپر اٹھاتیں ہیں کیونکہ اپنے وزن سے بیس گنا زیادہ وزن اٹھا سکتی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ کئی دفعہ آپ ذرا اس کا مشاہدہ کیجیے گا کہ کتنا وزن انہوں نے اٹھایا ہوا ہوتا ہے اچھا پھر کیا کرتی ہیں اپنی پوری اولاد کو بھی لے کر جاتی ہیں چھوٹی چھوٹی جو اولاد پوتے ہوتے پوتیاں یا جو بھی ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں ان کو بھی ساتھ لے کر ہجرت کرتی ہیں اور ان کی ہجرت جو ہے اگر آپ اس کو غور سے دیکھیں تو ایک طویل داستان بن جائے مزید جو انکشافات ان کے بارے میں ہوئے ہیں کہ ان کی بھی مختلف جماعتیں ہوتی ہیں کچھ ان کی اسکاؤٹ چیونٹیاں ہوتی ہیں بہت فعال چیونٹیاں ہوتی ہیں اور وہ تو کاٹتی ہیں تو چھوڑتی نہیں ہیں بہت زہریلے طور پر وہ کاٹتی ہیں حفاظتی چیونٹیاں ہوتی ہیں کچھ ان کی چیونٹیاں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اپنی باقی چیونٹیوں کو پالنے والی ہوتی ہیں اور کچھ ایسی چیونٹیاں ہوتی ہیں کہ اپنے لئے یہ کھیت بناتی ہیں ان میں بیج بوتی ہیں اور پھر جو بھی ان کا کھانا ہوتا ہے اس کو تہہ خانوں میں محفوظ کر دیتی ہیں کچھ مخصوص افسری والی چیونٹیاں ہوتی ہیں کہ باقاعدہ دشمن پر حملہ کرتی ہیں تو اکٹھی جیسے مل کر حملہ کرتے ہیں ان کے ہاں اس کی تربیت دی جاتی ہے جیسے کہ انسانوں کے اندر پھر جس طرح انسانوں کی شکل و صورت فرق ہوتی ہے درجہ اور مرتبہ میں فرق ہوتا ہے ان چیونٹیوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے شکل و صورت بھی ان کی مختلف ہوتی ہے ان کے درجے ان کے مرتبے بھی مختلف ہوتے ہیں تو بہرحال اگر کہیں بہت زیادہ چیونٹیاں آپ کو نظر آئیں تو آپ تھوڑی دیر کے لئے ان کا جائزہ لیں۔ سائنسدان کیا کہتے ہیں کہ ان کے جو رضاکار ہوتے ہیں اور جو ان کے اسکاؤٹ ہوتے ہیں وہ لائنوں میں ہوتے ہیں اور وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ چیونٹیاں اپنا سامان لے کر جا رہیں ہوتی ہیں کچھ سوراخ کر رہی ہوتی ہیں اور بڑے محفوظ طریقے سے یہ کام کرتی ہیں تو بہرحال گویا کہ آپ دیکھیں کہ آج سائنس یہ کہتی ہے کہ چیونٹی بولتی ہے اور چیونٹی جو ہے باقاعدہ ان کا بھی ایک سسٹم ہے اور اتنے ہزار سال پہلے اللہ تعالی نے قران میں اس کا ذکر کیا کہ چیونٹیاں

کیسے بولتی ہیں کیا بات کرتی ہیں کس طرح سے خطرات سے اپنی دیگر چیونٹیوں کو آگاہ کرتی ہیں تو آپ کا ایک کام یہ بھی ہے کہ آپ چیونٹیوں کے کسی بل کا چیونٹیوں کی کسی جماعت کا آپ کو معائنہ کرنا ہے جہاں آپ کو چیونٹیاں نظر آئیں تو وہاں پہ آپ نے اس بل کا اس کے گھر کا جائزہ لینا ہے دیکھنا ہے کہ کتنا سامان اٹھایا ہوا ہوتا ہے اس نے کیسے وہ چل رہی ہوتی ہیں کتنی مختلف قسم کی ہوتی ہیں اور کوئی چیونٹی پکڑ کر پھر دیکھیں اس کی ٹانگ اس کی آنکھیں اس کی جسامت تو یہ سارا کرنا کیوں ہے تاکہ ہم غور و فکر کریں اور ہم سبق حاصل کریں اور پھر چیونٹیوں سے اور کچھ نہیں تو ان کے حسن ظن کوہی سیکھ لینا یہ نہیں کہہ رہی کہ بڑا ظالم ہے ان کا لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا اور بڑے ہی خراب ہیں یہ لوگ اور یہ تو ہمیں مار دیں گے اور ان کا کام ہی مارنا ہے کہتی ہیں کہ اے چیونٹیوں اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ یہاں پہ عمل کا اصول ملتا ہے کہ جو ملکہ ہے وہ جاگنے والی ہے حکم دینے والی ہے خطرے سے آگاہ کرنے والی ہے ہم اپنے مسلمان اماموں کو کیا کہیں آج امت مسلمہ میں امام نظر نہیں آتے امام تو ہیں امامت نہیں ہے جیسے خطرات سے آگاہ کرنا، خطرات سے اپنے مسلمانوں کو بچانا، اپنی فوجوں میں نظم و ضبط قائم کرنا، ان کو تفرقہ بازی سے بچانا، دشمن سے بچانا۔ ایسے نہیں کہ دشمن آگیا تو اپنے آپ کو ترنوالا بنا دو وہ ایسی ملکہ تو نہیں تھی ،ایسی **نَمْلَةٌ** نہیں تھی کہ اپنی سرحدیں خود سے دشمن کے سامنے پیش کر دیتی یا پھر صرف اپنے آپ کو بچا لیتی۔ تو یہ چیونٹیاں جو ہیں نا ان کی کہانی میں ہمارے لئے بہت بڑا درس ہے **حَتَّىٰٓ إِذَآ أَتَوْاْ عَلَىٰ وَادِ ٱلنَّمْلِ** اور ایک مرتبہ پورے لاؤ لشکر کے ساتھ جب حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے **قَالَتْ نَمْلَةٌ** تو بول اٹھی ایک چیونٹی، بول اٹھی اس کی ملکہ اور اس میں بڑا شعور تھا اور وہ بڑی سمجھ دار تھی **يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّمْلُ** اے چیونٹیوں **ٱدْخُلُواْ مَسَٰكِنَكُمْ** کہ تم اپنے بلوں میں (مسکن کی جمع ہے بہت سے مسکن بہت سے گھر) تم اپنے گھروں میں چلی جاؤ بھاگ جاؤ دوڑ جاؤ کہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تمہیں کچل نہ دے اور یہاں پہ

یہ نہیں کہا کہ لشکر کچلے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور اس کے لشکر تمہیں کچل نہ ڈالیں، ختم نہ کر دیں اس سے ایک اور بات بھی پتہ چلتی ہے غور کرنے کے بعد کہ ان کے پاس غیب کا علم نہیں تھا حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر کے پاس غیب کا علم نہیں تھا تو اس لئے یعنی بے خبری میں کہیں تمہیں کچل نہ ڈالے یہ اس کا مطلب ہے

آیت نمبر 19۔ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَٰلِحًا تَرْضَىٰهُ وَأَدْخِلْنِى بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ ٱلصَّٰلِحِينَ

ترجمہ۔ سلیمان اس کی بات پر مُسکراتے ہوئے ہنس پڑا اور بولا "اے میرے رب، مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر"

پس وہ مسکر آئے اور جو مسکراہٹ تھی وہ کیسی تھی **ضاحکاً** خوشی والی مسکراہٹ تھی بڑا سرور تھا اس میں پھرآپ دیکھیں سورت ھود آیت 71 میں بھی آپ پڑھ چکی نا وہاں پہ تبسم کا صرف ذکر ہے کیونکہ یہ جو ہنسنا ہے یہ حقارتاً بھی ہو سکتا ہے یہ خوف کا بھی ہو سکتا ہے یہ تبسم جو ہے مختلف قسم کا تبسم ہو سکتا ہے مسکراہٹ مختلف قسم کی ہو سکتی ہے کوئی خوشی کی ہوتی ہے اور کوئی نفرت کی ہوتی ہے یہاں پہ کیا ہے **ضَاحِكًا (ض ح ک)** یہاں پہ اسم فاعل ہے تو یہ مسکراہٹ جو تھی یہ بڑی خوشی کی تھی بڑی سرور کی تھی کیونکہ **ضَاحِكًا** مسکرائے اور ہنس پڑے **مِّن قَوْلِهَا "ها "** کی ضمیر یہ بتا رہی ہے کہ چیونٹی تھی چیونٹا نہیں تھا **مِّن قَوْلِهَا** اس کی بات سے دوسری بات یہاں پہ یہ پتہ چل رہی ہے **قَوْلِ** کا لفظ استعمال ہوا ہے اور **قَوْل** جو ہے ایسا **قَوْل** تھا

جو مسموع تھا۔ مسموع کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ جو سنا جانے والا تھا چیونٹی بول رہی تھی جب کوئی بولتا ہے تو پھر سمع آپ اس کو سن بھی لیتے ہیں اور ورنہ پھر کیا ہے کہ بات جب سمجھ میں نہیں آئے گی تو پھر سنیں گے کیا اس کو۔ قال سے مراد یہ نہیں ہے کہ چیونٹی نے اشارہ کیا تھا بلکہ کیا ہے کہ قال مسموع تھا ایسا قال تھا جو سنا گیا تو یہاں پہ مفسرین کیا کہتے ہیں کہ چیونٹی نے جو بولا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو سمجھ لیا، اس کو سن لیا اور اگر آپ غور کریں کہ اشارہ کرنا کسی کو یہ بھی ایک بات کی قسم ہے کہ اشارے سے آپ بات کر رہے ہیں تو یہاں پہ اس نے اشارہ نہیں کیا۔ بات کی ہے تو مفسرین کہتے ہیں کہ ایک قال ہوتا ہے اشارے والا اور دوسرا قال ہوتا ہے **قالِ مسموع** تو یہاں پہ قال مسموع ہے اور وہ بول اٹھے کیا بولے اے میرے رب مجھے قابو میں رکھ اے میرے رب مجھے تھام لے اے میرے رب مجھے پکڑ لے مجھے سنبھال لے مجھے ضبط میں رکھ کیوں ضبط میں رکھ میرا یہ لاؤ لشکر اور حقیر سی چیونٹیاں یہ مجھ سے ڈر رہی ہیں کہیں میں کبر نہ کر بیٹھوں کہیں میں اپنی حدوں سے باہر نہ نکل جاؤں **رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَٰلِحًا تَرْضَىٰهُ وَأَدْخِلْنِى بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ ٱلصَّٰلِحِينَ .** اور آپ دیکھئے کہ یہاں پہ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹیوں کی بات سن کر یہ نہیں کہتے واہ بھئی واہ دیکھو مجھے تو ان کی بولی بھی آتی ہے دیکھو بھئی یہ چیونٹیاں ہم سے ڈر رہیں ہیں نہیں کسی غرور میں کسی کبر میں مبتلا نہیں ہوتے **رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ** یہاں پہ **(و ز ع)** اس کا مادہ ہے اور یہ لفظ حکمیہ صیغے میں استعمال ہوا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کیوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا تھا **وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ عِلْمًا ۖ** کہ ہم نے ان کو علم عطا کیا تھا تو وہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ نے مجھے یہ علم عطا کیا کہ میں یہ حقیر سی چیونٹیوں یہ حشرات الارض کی بولی بھی سمجھنے لگا ہوں اب کہیں ایسا نہ ہو کہ میں غرور میں مبتلا ہو کر طغیانی میں آ جاؤں میں

تیری راہ سے بھٹک نہ جاؤں تو میری باگ اپنے ہاتھ میں رکھ تو مجھے پکڑ لے تو مجھے تھام لے تو مجھے سنبھال لے تو مجھے توفیق دے بعض نے یہ ترجمہ بھی کیا ہے کہ اے رب تو مجھے قابو میں رکھ تو مجھے بہکنے سے بچا لے تو مجھے توفیق دے اے میرے رب تو نے جو مجھ پر یہ احسان کیا ہے تو نے جو مجھے اتنا نوازا ہے اب تو مجھے توفیق دے جب تک ہمیں **أَوْزِعْنِىٓ** کے معنی سمجھ میں نہیں آئیں گے اس وقت تک ہمیں اگلی بات بھی سمجھ میں نہیں آئے گی تو مطلب کیا ہے کہ اے میرے رب اب تو مجھے توفیق دے کہ اتنی نعمتیں تو نے مجھے دیں ہیں اور ان نعمتوں میں ایک بڑی نعمت کہ میں چیونٹی کی بولی بھی سمجھ رہا ہوں تو اب میں تیرا شکر ادا کرتا رہوں میں تجھے کبھی نہ بھولوں کبھی میں یہ جو نعمتیں ہیں اس کے نشے میں بہک نہ جاؤں **رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ** کہ اے میرے رب کہ تو مجھے سنبھال تو مجھے پکڑ تو مجھے توفیق دے کیا توفیق دے؟ **أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ** کہ میں تیرا شکر ادا کروں کس چیز کا؟ **نعمتکَ** تیری نعمتوں کا اور **نعمت** بھی کیا ہوتا ہے؟ اسم جنس ہوتا ہے ایک نعمت نہیں ساری نعمتیں میں تیری ساری نعمتوں کا شکر ادا کروں اور **أَشْكُرَ** اصل میں **أَشْكُرُ** تھا **اَن** نے **"ر"** کی پیش کو زبر میں تبدیل کر دیا **اَنْ** جو ہے یہ نواصبہ مضارع میں آتا ہے یعنی **أَنْ ،لَنْ، اذن** جب یہ فعل مضارع سے پہلےآجاتے ہیں آخری حرف کی پیش کو (آخری حرف کی رفعہ کو) فتحہ میں زبر میں تبدیل کر دیتے ہیں تو کیا کہا؟ کہ میں شکر ادا ہی کرتا رہوں **أَنْ أَشْكُرَ** شکر ادا کرتا رہوں میں مسلسل شکر ادا کرتا رہوں تیری نعمتوں کا تیرے احسانات کا تیرے کمالات کا تیرے عجائبات کا جس جس چیز سے تُو نے مجھے نوازا ہے اُس پر میں تیرا شکر ادا کرتا رہوں اور آپ دیکھئے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ کہ اللہ والے جو ہیں وہ دنیا ہی کو کافی نہیں سمجھتے جب انہیں کوئی کامیابی مل جائے جب انہیں کوئی بڑائی حاصل ہو جائے جب انہیں علمِ کمال مل جائے جب انہیں ترقی مل جائے تو اتراتے نہیں ہیں اکڑتے نہیں ہیں یہ نہیں کہتے بڑا تیر مارا ہے بلکہ کیا کہتے ہیں؟ کہ اے اللہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری

بخشی ہوئی نعمتیں اور صلاحیتیں جو ہیں تیری رضا کے بجائے میں شیطان کے راستے پر خرچ کرنا شروع کر دوں تو وہ کیا کرتے ہیں؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ اے اللّٰہ تعالیٰ اب مجھے توفیق دے کہ شکرِ نعمت ہر وقت ادا کرتا رہوں **أَنْعَمْتَ عَلَيَّ** جو تو نے مجھ پر کیا ہے اب ہم نے شروع میں ایک بڑا مختصر سا جائزہ لیا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو نعمتیں دیں تھیں اللّٰہ تعالیٰ نے اب وہ ساری نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں شکر ادا کرتا ہی رہوں اور آپ دیکھیں کہ اصل بات کیا ہے کہ ان کو صرف اپنی فکر نہیں ہے اپنے والدین کی بھی فکر ہے اور پھر حضرت داؤد علیہ السلام کو اللّٰہ نے کتنا نوازا تھا تو اب باپ پر بھی اور بیٹے پر بھی انعامات کی بارش ہے ان گنت انعامات ان گنت نعمتیں اور کہہ رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو میرا نفس بے قابو ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو میرا نفس بے لگام ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو میں سرکشی کی راہ اختیار کر لوں عموماً ایسا ہوتا ہے جب لوگوں پر نعمتوں کی کثرت ہوتی ہے جب لوگوں پر نعمتوں کی بارش ہوتی ہے تو لوگوں کا ذہن بگڑ جاتا ہے پھر کیا ہوتا ہے کہ لوگ بھٹک جاتے ہیں ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں دولت کی کثرت ہوئی، نعمتوں کی بارش ہوئی اس کے ساتھ ہی پھر لوگوں نے کیا کیا؟ وہ گمراہ ہو گئے برائیوں میں پڑ گئے پھر جو اچھے کام کرنے تھے انہوں نے چھوڑ دیئے تو اب یہاں پر حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی جیسی حقیر مخلوق کی گفتگو سن کر اس کو سمجھتے ہیں ایسی دل کی کیفیت ہوتی ہے، شکر گزاری کا احساس کہ اللّٰہ تُو نے مجھ پر کتنا انعام کیا ہے تُو نے مجھے کتنا نوازا ہے اور آپ دیکھ لیں کہ **(ش ک ر)**کے معنی کیا ہوتے ہیں اُمنڈ آنا ابل پڑنا مثلاً آپ دیکھیں کہ ایسی گائے ایسی اونٹنی **نَاَقَةٌ شَاَكِرہ** ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جس کو گھاس ملے یا نہ ملے لیکن جب مالک اس کے پاس آتا ہے اس کے تھنوں کو ہاتھ لگاتا ہے تو دودھ سے وہ بھر جاتے ہیں یا پھر یہ روکھی سوکھی گھاس کھا کر بھوکی پیاسی رہ کر بھی دودھ کے وقت اس کے تھن بھر جاتے ہیں اور دودھ بہنا شروع ہو جاتا ہے اب مالک اس کے پاس نہیں آیا دودھ دوہنا

شروع نہیں کیالیکن تھنوں سے دودھ بہنا شروع ہو گیا **نَاقَۃٌ شکِرَۃٌ** دودھ سے بھرے ہوئے تھنوں والی اونٹنی۔ اسی طرح ایسی گھاس جو تھوڑی سی بارش سے بہت زیادہ پھلنے پھولنے لگے تو عرب لوگوں کے ہاں ایک محاورہ تھا **ھُوَ اَشکَرُ مِنْ بَرُوْقٍ** کہ فلاں شخص **بِرُوق** نامی گھاس سے بھی زیادہ شکر گزار ہے کہ تھوڑا ہے اس کے پاس لیکن وہ اللّٰہ کا شکر ادا کرنے والا ہے اب یہاں پہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنا اور اپنے والدین پر اللّٰہ تعالیٰ کے جو احسانات اور انعامات ہیں اللّٰہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ اللّٰہ مجھے توفیق دے کہ میں تیرا شکر ادا کروں ان احسانات کا جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیے ہیں اور اصل شکرانہ پھر کیا ہے ایک تو زبان سے شکر ادا کرنا یعنی دل میں احساس پیدا ہو قلبی شکر پھر لسانی شکر پھر تیسرا عملی شکر تو پہلے شعور ان کے اندر پیدا ہوا ایک دم دماغ میں یہ خیال آیا زبان سے پکار اٹھے اور اس کے بعد یہ کہنے لگے ایسے عمل کروں جو تجھے راضی کر دیں یہ ہے عملی شکر چھوٹا موٹا عمل نہیں بھولا بسرا عمل نہیں ایسا عمل نہیں جو کبھی کبھی ہو جاتا ہے ہمارا تو یہی حال ہے گناہ کرتے ہیں اور نیکیاں ہو جاتی ہیں اصل شکر گزار وہ ہوتا ہے جس سے گناہ ہو جاتا ہے کبھی غلطی سے نیکیاں وہ شعوری طور پر کرتا ہے نیت کے ساتھ ارادے کے ساتھ پلاننگ کے ساتھ شعور کے ساتھ دل کی پوری گہرائیوں اور محبتوں اور عقیدتوں کے ساتھ تو وہ کہہ رہے ہیں مجھے توفیق دے کہ ایسے عمل کروں کہ وہ تجھے راضی کر دیں اس سے کم پر وہ راضی نہیں ہیں ایسے عمل صالح ایسے اچھے عمل اللّٰہ تعالیٰ جو تجھ کو راضی کر دیں تو اب یہاں پہ انہوں نے قید لگائی ہے شرط لگائی ہے اور وہ شرط کیا ہے کہ قبولیت **تَر□ضَہُ** جو تجھ کو راضی کر دے اس سے کیا مراد ہے؟ جن کو تُو قبول کر لے جن سے تُو راضی ہو جائے جو تیرے نزدیک مقبول ہوں اب آپ دیکھیں کہ عمل صالح کون سا عمل ہوتا ہے جس کی نیت بھی ٹھیک ہو جس کا طریقہ بھی ٹھیک ہو اور انبیاء کی سنت کیا تھی وہ اپنے عمل صالح کے قبول ہونے کی دعا کیا کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ

السلام نے بیت اللّٰہ کی تعمیر کی تو کیا دعا کر رہے تھے۔ **رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (127۔ سورت البقرہ)** تو اصل بات کیا ہے کہ اچھے عمل کرنا اور اچھے عمل میں نیت ارادہ طریقہ اور حسن عمل ہو اس کے ساتھ اصل بات یہ ہے جو اللّٰہ کو راضی کر دیں اوراللّٰہ عملوں کو قبول کر لے۔ **وَأَدْخِلْنِى بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ ٱلصَّٰلِحِينَ** اور مجھے پیغمبروں کی یہ دعا بڑی اچھی لگتی ہے عمل صالح ہو عمل مقبول اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں اور جب جنت میں داخل ہوں **بِرَحْمَتِکَ** تیری رحمت کے ساتھ اور پھر کیا ہے **فِى عِبَادِكَ ٱلصَّٰلِحِينَ** اور اپنی رحمت سے مجھ کو صالح بندوں میں داخل کر لینا اب صالح بندوں سے مراد کیا ہے کہ صالح بندوں میں مجھے داخل کر لینا اس سے مراد کیا ہے ؟ آخرت میں میرا انجام صالح بندوں کے ساتھ ہو میں ان کے ساتھ جنت میں جاؤں آدمی جب عمل صالح کرے گا اچھے عمل کرے گا تو وہ صالح تو خود ہوگا ہی آخرت میں کسی کا جنت میں داخل ہونا عمل صالح کے بل بوتے پر نہیں ہے بلکہ اللّٰہ کی رحمت پر ہے کوئی کتنے ہی نیک عمل کیوں نہ کر لے جب تک اللّٰہ کی رحمت نہ ہو کوئی جنت میں نہیں جا سکتا **مفہوم حدیث۔** رسول اللّٰہ ﷺ نے ایک جگہ فرمایا تم میں سے کسی کو بھی محض اس کا عمل جنت میں نہیں پہنچا دے گا پوچھا گیا اور اے اللّٰہ کے نبی ﷺ کیا آپ بھی فرمایا ہاں میں بھی محض اپنے عمل کے بل بوتے پر جنت میں نہیں چلا جاؤں گا جب تک اللّٰہ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ نہ لے۔ اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللّٰہ کی رحمت سے ہی جنت مل سکتی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام جو دعا کر رہے ہیں وہ جنت میں داخلے کی دعا کر رہے ہیں اور ساتھ ہی کہہ رہے ہیں کہ جنت میں داخلہ تو تیرے فضل سے ہی مل سکتا ہے تیری رحمت سے ہی مل سکتا ہے اور یہ بھی درخواست کر رہے ہیں کہ اللّٰہ تعالی مجھے نیک لوگوں میں شامل کر لینا اپنے آپ کو کچھ بڑا نہیں سمجھ رہے بلکہ اللّٰہ سے درخواست کر رہے ہیں کہ اللّٰہ تعالی تیرے بڑے نیک بندے ہیں تو ان نیک بندوں کی فہرست میں مجھے بھی شامل کر لے اس سے پھر ایک اور بات پتہ چلتی ہے اور وہ بات کیا ہے کہ صحبت صالح

کی تلاش صحبت صالح کی خواہش پیغمبر تو خود ہی **أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** میں شامل ہوتے ہیں وہ اللہ کے صالح بندے تھے وہ اللہ کے نیک بندے تھے لیکن اب آپ دیکھیں کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں **وَأَدْخِلْنِى بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ ٱلصَّٰلِحِينَ** کہ مجھے صالح بندوں میں شامل کر لے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا اس کو بھی یاد کرنا ہے **رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ** سے لے کر **فِى عِبَادِكَ ٱلصَّٰلِحِينَ**۔ سورت الاحقاف میں بھی آپ کو اس سے ملتی جلتی دعا ملے گی یہ دعا یاد کرنی ہے تو یہاں پہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عمل سے میرے اور آپ کے سامنے عمل کا کیااصول نکلتا ہے اصول یہ آتا ہے کہ ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم جو اللہ کی نعمتیں ہیں ان کی حقیقت کو سمجھیں اللہ تعالی کی جو طرح طرح کی نعمتیں میرے اور آپ کے پاس ہیں ان کو سمجھیں اور اُس پر ہم اللہ کا شکر ادا کریں اور اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کیا کریں اور اللہ تعالی کی نعمتیں پانے کے بعد اللہ کے شکر گزار بندوں میں میں اور آپ بھی شامل ہوں میں بڑی اداس ہوتی ہوں جب یہ دعا پڑھتی ہوں میں سوچتی ہوں وہ تو اللہ کے پیغمبر تھے وہ تو اتنے نیک تھے اس کے باوجود بھی ان کے دل کا غم یہ تھا **کہ رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَىَّ**۔ اور وہ اتنے بہترین اللہ کے بندے تھے اپنی فکر نہیں تھی اپنے والدین کی بھی اپنے آپ کو سنبھالنے کی صرف فکر نہیں تھی اپنے والدین کی نعمتوں پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنے والے اور پھر اپنی نعمتوں پر غرور اور کبر میں مبتلا ہونے کی بجائے ، وہ اللہ کے بندے تھے کہ ان کو یہ فکر تھی کہ بس اللہ تو اپنی رحمت سے مجھے جنت دے سکتا ہے میں اپنے عملوں سے جنت میں نہیں جا سکتا اور اللہ کے وہ ایسے بندے تھے کہ ان کو یہ فکر تھی یہ نہیں کہ اتنے نیک عمل کیے ہیں اتنی قرآنی کلاسز ہو گئی ہیں اتنے دن اتنے گھنٹے ان کو تعداد کی فکر نہیں تھی معیار کی فکر تھی ایسے عمل صالح جو اللہ تجھے راضی کریں تُو خوش ہو جائے تُو راضی ہو جائے اپنے آپ کو ہلکان کر لیا ختم کر دیا تجھے راضی کرنا ہے رسول اللہ کے پاؤں سوج جاتے تھے کہا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں **اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا**" کثرت سے یہ

دعا مانگتے تھے ستر ستر دفعہ سو سو دفعہ استغفار کرتے تھے تو اصل بات کیا ہے اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَسَنَجْزِی ٱلشَّٰكِرِينَ۔** (سورت آل العمران آیت145) **وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ كِتَٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ ٱلدُّنْيَا نُؤْتِهِۦ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ ٱلْءَاخِرَةِ نُؤْتِهِۦ مِنْهَا وَسَنَجْزِی ٱلشَّٰكِرِينَ (145)** کہ ہم جلد ہی شکر گزاروں کو اس کا بدلہ دیں گے پھر آپ دیکھیں کہ اسی طرح (سورت النساء آیت 147) **مَّا يَفْعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَءَامَنتُمْ وَكَانَ ٱللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا (147)** اگر تم شکر ادا کرو شکر گزار بنو اور ایمان لاؤ تو اللّٰہ کو تمہیں عذاب دینے سے کیا غرض ہے اللّٰہ نہیں چاہتا پھر تمہیں عذاب دے اگر تم شکر ادا کرنے والے بنو لیکن اللّٰہ تعالی یہ بھی کہتے ہیں **۔۔ٱعْمَلُوٓا۟ ءَالَ دَاوُۥدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِیَ ٱلشَّكُورُ (۔** 13سورت سبا آیت)کہ میرے کم بندے تھوڑے بندے شکر ادا کرتے ہیں تو اب آپ دیکھیں کہ ابلیس کو جب پتہ چل گیا کہ شکر کی حقیقت کیا ہے تو اس نے کیا کہا تھا **وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَٰكِرِينَ (**17۔ سورت الاعراف) کہ تو ان میں سے اکثر کو نہیں پائے گا شاکرین شکر ادا کرنے والا تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میرا اور آپ کا مقام کیا ہے میرا اور آپ کا قیام کہاں ہے حال کیا ہے نعمتوں کے انبار ہیں نعمتوں کی کثرت ہے اور اس کے بعد عمل کیسے ہیں۔ رسول اللّٰہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللّٰہ عنہ کو ایک دعا سکھائی اور وہ دعا کیا تھی آپ نے کہا کہ اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں اللّٰہ سے یہ دعا مانگا کرو **رَبِّ أَوْزِعْنِیٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِیٓ أَنْعَمْتَ عَلَیَّ** تم مجھے عطا کر دے کیا عطا کر کہ میں تیرا شکر کرنے والا تیرا ذکر کرنے والا اور تیری عبادت کرنے والا بن جاؤں نعمتوں کی اللّٰہ تو نے مجھے کثرت دی ہے تو اللّٰہ تو مجھے توفیق دے کہ مجھے بنا دے اپنا شکر کرنے والا اپنا ذکر کرنے والا اور اچھی عبادت کرنے والا **اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"** تو یہ دعا آپ نے حضرت معاذ رضی اللّٰہ عنہ کو سکھائی تو پہلی چیز کیا ہے کہ احساس ہو ،تو نعمتوں کو آپ ذرا گننا شروع کریں اور کیا میں اور آپ گن سکتے ہیں؟ خود اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اگر لوگ نعمتوں کو گننا چاہیں تو نہیں گن سکتے**—وَإِن تَعُدُّوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ لَاتُحْصُوهَآ**

إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَظَلُومٞ كَفَّارٞ (34- سورت ابراہیم) اور (17- سورت النحل) **وَإِن تَعُدُّواْ نِعۡمَةَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآ إِنَّ ٱللَّهَ لَغَفُورٞ رَّحِيمٞ** اس میں کیا کہا اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے تو ہمیں ضرور اس کا احساس کرنا چاہیے دوسری بات یہ کہ شکر کیسے ادا کیا جائے دل سے بھی زبان سے بھی اور اعضاء سے بھی اس کو آپ یوں بھی کہہ سکتی ہیں قلب سے لسان سے اور عمل سے تو اپنی زبان سے اللہ کی ناشکری نہ کیا کریں مثلا ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا آپ نے اسے جواب دیا پھر کہا تمہارا حال کیا ہے اس نے کہا میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہی چاہتا تھا سلف ایک دوسرے سے حال پوچھا کرتے اور مقصد ان کا شکر ادا کرنا ہوتا تھا اور میں نے ایک دفعہ کیا بات بتائی تھی کہ شکر گزار بھی مطیع ہوتا ہے اور اظہار کرنے والا بھی مطیع ہوتا ہے عمل کرنے والا کون ہوتا ہے جو شکر گزار ہوتا ہے اور شکر گزار کون ہوتا ہے جو عمل کرنے والا ہوتا ہے انصار کے دو آدمی آپس میں ملے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا حال ہے اس نے کہا **الحمداللہ** تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی طرح کہا کرو۔ حضرت ابو عبد الرحمان حبلی نے کہا جب کوئی آدمی کسی کو سلام کرتا ہے اور اسے پوچھتا ہے کیا حال ہے اور دوسرا اسے جواب دیتا ہے میں تیرے سامنے اللہ کی شکر گزاری کرتا ہوں تو بائیں طرف والا فرشتہ دائیں طرف والے سے کہتا ہے تو اس کو کس طرح لکھے گا وہ کہتا ہے میں اس کو حمد کرنے والوں میں لکھوں گا۔ تو اصل بات کیا ہے کہ جب بات چیت ہو تو بات چیت میں اللہ کا شکر ادا کیا جائے اچھا یہ شکر ہمارے اندر کیسے پیدا ہو سکتا ہے تو اس کی پہلی چیز کیا ہے کہ ہم جو بھی اللہ کی پسندیدہ چیزیں ہیں اور نا پسندیدہ چیزیں ہیں ہم ان کا ادراک حاصل کریں اور یہ ادراک کیسے مل سکتا ہے اس کے لئے دو چیزیں بڑی اہم ہیں اور ان میں پہلی چیز کیا ہے کہ کان ہے دل ہے جو اللہ تعالی نے مجھے اور آپ کو نعمتوں سے نوازا ہے تو ہم ان کے ذریعے اللہ کی نعمتوں کا ادراک حاصل کریں مثلا ہمارا اگر کان ہے تو ہم کان کے ذریعے اچھی

باتوں کو سنیں ہمارا جو دل ہے ہم چیزوں کو دیکھیں تو عبرت کی نظر سے دیکھیں اللہ کی حکمت معلوم کریں تو دو باتیں اہم ہیں شکر کرنے کے لئے ایک ہے نعمتوں کا ادراک اور دوسری چیز ہے عبرت کہ عبرت حاصل کی جائے جو بھی چیزیں اللہ تعالی نے دنیا میں میرے پاس آپ کے پاس اردگرد کائنات میں بکھیر رکھی ہیں تو ہم اس میں کیا کریں کہ ہمیں ادراک ہو ان کا پتہ ہو اور پھر ان میں عبرت حاصل کرنے والے بنیں مثلا جیسے میری شکل ہے آپ کی شکل ہے آپ کا مرتبہ ہے اور میرا مرتبہ ہے یعنی مراد کیا ہے کہ اللہ تعالی نے کچھ چیزوں میں آپ کو زیادہ نوازا ہے کچھ میں آپ کی دوستوں کو بہنوں کو آپ سے زیادہ اور کسی چیز میں آپ کو زیادہ نوازا ہے تو ہم کیسے اللہ کا شکر ادا کریں گے مثلا اللہ نے ہمیں مومن بنایا کافر نہیں بنایا اگر اللہ کافر بنا دیتا ہم کسی کافر گھر میں پیدا ہوتے تو پھر کیا ہوتا اللہ نے زندہ بنایا ہمیں پتھر نہیں بنا دیا پہاڑ نہیں بنا دیا جمادات میں پیدا نہیں کر دیا پھر اللہ نے انسان بنایا شکر ہے جانور نہیں بنا دیا اگر اللہ جانور بنا دیتا پھر ہم کیا کرتے پھر مثلا مرد ایسے شکر ادا کر سکتے ہیں کہ اللہ تو نے ہمیں مرد بنایا عورت نہیں بنایا تو اسی طرح عورتیں کیسے شکر ادا کر سکتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے تو نے مرد نہیں بنایا ہمیں عورتیں بنایا اور عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑا نوازا ہے وہ گھر کی ملکہ ہیں ان کو جا کے مزدوری نہیں کرنی پڑتی ان پر مسجد میں جا کے نماز فرض نہیں ہے پھر مرد ان کا کام کمانا ہے عورت تو گھر کی ملکہ بن کر گھر میں خرچ کرتی ہے پھر یہ کہ عورت نرم و نازک ہے زیور پہننا اچھے اچھے کپڑے پہننا ایک دفعہ ایک عورت کہنے لگی کہ دعائیں تو بیٹوں کی کیں ہیں لیکن بیٹیوں کو پہنانے میں اور سنوارنے میں جتنا مزہ آتا ہے وہ بیٹوں میں نہیں آتا تو بہرحال آپ ہر چیز کا اچھا پہلو دیکھیں اسی طرح تندرست بنایا اور بیمار نہیں بنایا بعض لوگ بیماری کو لے کر ہی آتے ہیں اور بعض دنیا میں بیمار ہی رہتے ہیں پھر صحیح سالم بنایا عیب دار نہیں بنایا جسم کے اعضاء پورے ہیں تو اسی طرح بیماری بھی اگر ہے تو وہ بیماری نہیں ہے جیسے کل پرسوں ہماری ایک بہن کینسر کی

بیماری میں فوت ہو گئیں تو بہرحال کیا ہے کہ نعمتوں کا ادراک احساس اور پھر عبرت حاصل کرنا مثلا میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتی ہوں **ابن سماک** بہت بڑے بزرگ تھے ہارون رشید کے دربار میں بیٹھے ہیں اور ہارون رشید کہتے ہیں کہ مجھے نصیحت کریں انہوں نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور کہا کہ امیر المومنین اگر کسی وجہ سے آپ کو پانی نہ ملے اور آپ کے سارے غلام آپ کی دولت اس کے بدلے میں ایک پیالہ پانی آپ کو ملنے کو کہا جائے کہ آپ کو ایک پیالہ پانی ملے گا ساری حکومت اپنی لشکر وغیرہ آپ کو دینا پڑے گا تو کیا آپ اس کا سودا کر لیں کہا کہ ہاں کہا کہ اچھا اللہ برکت دے آپ کو پانی کا پیالہ منگوایا دیا نہیں کہا کہ اگر آپ کو ملے گا نہیں تو آپ کیا کریں گے کہا کہ ساری دولت اور حکومت دے کے میں پانی حاصل کروں گا کہا کہ اچھا پی لیں آپ مفت میں پی لیں میں آپ سے حکومت نہیں مانگتا پھرجب انہوں نے پی لیا تو کہا اے امیر المومنین اگر کسی بیماری سے یہ پانی آپ کے پیٹ میں رک جائے آپکا پیشاب بند ہو اور آپ سے کہا جائے کہ جو کچھ بھی آپ کے پاس ہے آپ دے دیں تو یہ بیماری آپ کی ختم ہو سکتی ہے پیشاب آپ کا باہر آ سکتا ہے پانی جو پی لیا تھا تو آپ کیا کریں گے کہا کہ پھر میں یہ منظور کروں گا کہ جو کچھ ہے وہ بھی سارا دے دوں تو **ابن سماک** نے کہا آپ یہ سمجھ لیں کہ ایک پیالہ پانی کے مقابلے میں آپ کی سلطنت کی یہ حیثیت ہے آپ دیکھ لیں کبھی کسی کا پیشاب رک جائے کیا تکلیف ہوتی ہے کیا حالت ہوتی ہے کھانا کسی کا رک جائے کھانا تو کھا سکے لیکن اس کو باہر نہ نکال سکے تو اصل بات کیا ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے اور آپ کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور میں اور آپ ان نعمتوں سے مالا مال ہیں تو ہماری ذمہ داری کیا بنتی ہے کہ ہم نعمتوں پر غور کریں اور اس کے بعد اللہ کا شکر ادا کریں ایک آدمی نے سہل بن عبداللہ سے کہا کہ چور میرے گھر میں داخل ہوا اور میرا سامان لے گیا تو انہوں نے کہا اللہ کا شکر ادا کرو اب آپ سوچیں اس بات پر چور آیا اور گھر کا سامان لے گیا اور بزرگ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کا شکر ادا کرو کیوں اگر شیطان تمہارے دل میں داخل ہو جاتا اور ایمان

بگاڑ دیتا پھر تم کیا کرتے۔ جس آدمی کو سو کوڑے مارنے کا حق ہو اور اگر صرف دس کوڑے مارے جائیں تو وہ بھی شکریہ کا مستحق ہے۔ اچھا مثلا اب برف کا موسم شروع ہو گیا اور برف کے دنوں میں لوگ ایک ہی بات کہتے رہتے ہیں برف ہے بڑی مشکل ہے سودا سلف لانا بڑا مشکل ہے رہنا جانا آنا یہ ساری باتیں تو اصل بات کیا ہے کہ ہم اللہ کا شکر اس طرح بھی ادا کر سکتے ہیں کہ عام دنوں میں ہم آپس میں ملتے ملاتے بہت ہیں گو کہ ان دنوں میں کمی کوئی نہیں کرتے تو ملتے ملاتے بہت ہیں ان دنوں ہم اپنا تعلق باللہ مضبوط کریں اللہ سے اپنا تعلق علم حاصل کریں قرآن کا مطالعہ کریں حفظ کیا ہے اس کی دہرائی کریں اور یہاں پہ تو ویسے بھی آج کا دور تو میڈیا کا دور ہے ذرائع ابلاغ بہت ہے تو انٹرنیٹ ہے فون ہے ای میل ہے مختلف طریقوں سے ہم رابطے کر کے دین سیکھ سکتے ہیں اور سکھا سکتے ہیں تو ایسا نہیں ہے کہ ایسی کوئی پریشانی ہے کہ اس کا کوئی حل نہیں ہے اسی طرح ان دنوں لوگ کہتے ہیں لو جی ایک نماز پڑھتے ہیں تو دوسری نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو کسی نے بڑی خوبصورت بات کہی کہ ظہر پڑھی تھی تو عصر کا وقت ہو گیا عصر پڑھی تھی تو مغرب کا وقت ہو گیا تو کہا کہ ہم ایسا بھی تو کر سکتے ہیں کہ ہم ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا مسجد میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگیں اور پھر وہاں پہ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کریں اللہ کی عبادت کریں اور اللہ کے گھر کو آباد کریں اور جیسے اب دن چھوٹے ہیں اور راتیں لمبی ہیں لوگ کہتے ہیں لو جی کمر تھک جاتی ہے سو سو کے تو کسی نے کہا کہ یہ بڑے اچھے دن ہیں یہ تو قیام الیل کے دن ہیں کہ آپ اپنی مناسب نیند لینے کے بعد پھر اٹھا کریں اور پھر اللہ کا ذکر کیا کریں اور ابھی حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں پڑھا نا کیسے اللہ کی عبادت کرتے تھے زبردست طریقے سے تو جس بھی حال میں ہیں کسی کو اللہ نے بہت نوازا ہوا ہے اور کسی کو اللہ نے کم نوازا ہے تو جس کو زیادہ نوازا ہے تو وہ تو بنے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور جس کو

اللہ نے کم نوازا ہے وہ کیا کرے وہ حضرت محمد ﷺ کی طرح اللہ کا شکر ادا کرے اور وہ کہے کہ شکر ہے اللہ تو نے مجھے جس حال میں بھی رکھا ہے میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں بس اے اللہ تو مجھے دین ایمان پر قائم رکھنا تو اصل بات کیا ہے کہ ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اللہ کا شکر ادا کریں اچھا شکر ادا کرنے میں بھی بہت سے درجے ہیں مثلاً اللہ تعالی کی پے در پے نعمتوں پر حیاء کرنا بھی شکر ہے کہ اللہ تو مجھے اتنا دیتا ہے میں اور آپ سوچتے ہیں اور اللہ دیتا ہے مثلاً ایک عورت کو کلیجی بڑی پسند ہے اور اب قربانی ہوئی ہے اور آپ سوچ رہے ہیں گوشت تو ہے پر کلیجی اچھی لگتی ہے یا آپ کا دل چاہتا ہے ایک جگہ سے نہیں دو دو جگہ سے آگئی اور عورت کہنے لگی کہ میں تو ایسی پکا بھی نہیں سکتی تھی جیسی پک کر آگئی اور آپ سوچ رہے ہوتے ہیں ابھی دل میں خیال ہوتا ہے دروازہ بجتا ہے وہ چیز آپ کے پاس آ جاتی ہے آپ کی دوست آپ کو وہی چیز بھیج دیتی ہے تحفے میں دوپٹہ چادر جوتا کچھ بھی جو آپ سوچتی ہیں تو اصل بات کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پے در پے نعمتوں پر حیاء کرنا بھی شکر ہے اور یہ بات کہ انسان اللہ کا شکر ادا ہی نہیں کر سکتا یہ جاننا بھی شکر کا ایک درجہ ہے پھر اللہ تعالیٰ جو پردہ پوشی کرتا ہے یہ سمجھ میں اگر آجائے تو یہ بھی شکر کا درجہ ہے پھر اسی طرح یہ بھی شکر ہے کہ ہمیں شکر کی توفیق مل جائے یہ بھی یہ شکر کا ایک درجہ ہے کہ ہم اللہ کا شکر ادا کرنے لگیں اچھا پھر نعمتیں پا کر عاجزی انکساری اختیار کرنا یہ بھی شکر کا ایک درجہ ہے **مفہوم حدیث۔** "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہ کیا۔" تو کچھ استاد ہوتے ہیں شاگردوں کے بارے میں ہر وقت یہی کہتے رہتے ہیں کہ مجھے اچھے طالبعلم نہیں ملے کچھ والدین ہوتے ہیں اولاد کا شکوہ کرتے رہتے ہیں کچھ دوست ہوتے ہیں دوستوں کی ہر وقت ناشکری کرتے رہتے ہیں میرے دوست اچھے نہیں ہیں کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں کی ہر وقت برائی کرتے رہتے ہیں میرے پڑوسی اچھے نہیں ہیں کچھ لوگ ہر وقت روتے رہتے ہیں کبھی بچوں کی بیماری میرے بچے

بڑے بیمار رہتے ہیں کبھی میرے بچے بڑے خراب ہیں کبھی میرا گھر بڑا چھوٹا ہے میاں کی تنخواہ بہت تھوڑی ہے میرا قد بڑا چھوٹا ہے میرے پاؤں ٹھیک نہیں ہیں میری نظر بڑی کمزور ہے سر میں بڑا درد رہتا ہے اور کچھ لوگ اللہ نے مجھے بچے ہی نہیں دیئے اسی پریشان حالی میں اس نے زندگی گزار دی بچے اللہ نے نہیں دیئے لیکن کچھ شکر ادا کرنے والے کیسے کرتے ہیں وہ کہتے ہیں شکر ہے اللہ تعالی تو جس حال میں بھی رکھے اب میں اپنی زندگی کو تیرے دین کی خدمت میں وقف کر دوں گی اور کر دوں گا وہ اپنا سارا وقت بچے ہوتے تو بچوں کے پیچھے لگ جاتا ہے تو وہی وقت اس نے اللہ کے دین کی خدمت میں وقف کر دیا کتابیں لکھ رہے ہیں درس دے رہے ہیں بانٹ رہے ہیں موتی بکھیر رہے ہیں یہ شکرانے کے مختلف درجے ہیں اور مجھے اور آپ کو بھی کیا کرنا ہے الحمداللہ اور یہ دعا یاد کرنی ہے **اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"** اس کو پڑھا کریں بار بار یاد کریں اور آئیے آج عمل کا یہ اصول لیتے ہیں کہ شکوہ نہیں کرنا بالکل شکایت نہیں کرنی اور میں اور آپ شکوہ اور شکایتیں بہت زیادہ کرتے ہیں اور کسی نے یہ شاعری کی اور بہت اچھی کی اور میں اکثر اس بات پر سوچتی ہوں کہ واقعی کہنے والے نے شاعری کے اندر اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکرانہ ادا کیا ہے اور بہت خوبصورت انداز میں کیا ہے اور میرا اور آپ کا کام کیا ہے کہ میں اور آپ بھی اللہ کا شکر ادا کریں اور بہت خوبصورت انداز میں

جو ملے حیات خضر مجھے اور اُسے میں صرفِ ثناء کروں

تیرا شُکر پھر بھی ادا نہ ہو، تیرا شُکر کیسے ادا کروں

تیرے لطف کی کوئی حد نہیں، گِنوں کس طرح کہ عَدَد نہیں

نہیں کوئی تیرے سوا میرا، کسے یاد تیرے سوا کروں

تیرے در پہ خم رہے سر میرا، تیری رحمتوں پہ گزر میرا

میں کہا کروں تو سنا کرے، تو دیا کرے میں لیا کروں

مجھے خوشبوؤں سی کلاہ دے، مجھے روشنی سی نگاہ دے

کبھی پھول بن کے مہک اٹھوں، کبھی شمع بن کے جلا کروں

میں بہت ہی عاجز و بے نوا، تیرے آگے میری بساط کیا؟

کوئی بُھول ہو تو معاف کر، مجھے بخش دے جو خطا کروں

میرے ایک دامنِ عمر میں، ہیں نجانے کتنی ندامتیں

میرا خاتمہ بھی بخیر ہو، یہی رات دن میں دعا کروں!!!

اللّٰہ تعالی مجھے اور آپ کو شکر ادا کرنے والا بنائے آپ دیکھیں کہ نعمتوں پر شکر ادا کرنا اور مصیبتوں پر صبر کرنا یہ دو عمل ہیں اب آپ بتائیے کہ شکر مشکل ہے یا صبر کرنا مشکل ہے یہ جو سلف صالحین گزرے ہیں وہ کیا کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ صبر سے شکر مشکل ہے وہ کہتے ہیں جب اللّٰہ نے ہمیں تکلیفوں میں آزمایا تو ہم نے صبر کیا اور جب اللّٰہ نے ہمیں نعمتوں میں آزمایا تو ہم اللّٰہ کو بھول گئے کیونکہ دکھ کی جو آزمائش ہوتی ہے دکھ اتنا شدید ہوتا ہے کہ ہائے ہائے انسان کرتا ہے اور ساتھ ہی وہ کہتا ہے کہ اللّٰہ تو نے مجھے یہ مصیبت دی ہے اب تو مجھے اس پر صبر دے دینا اس کو پتہ چل جاتا ہے یہ مجھ پر مصیبت آئی ہے لیکن شکر کی آزمائش دبے پاؤں آتی ہے احساس بھی نہیں ہوتا اللّٰہ فراوانی دولت، نوکر، بڑا گھر، زیور، نعمتیں، گاڑی، بچے، اچھی نوکری اتنی کثرت سے اللّٰہ دے دیتا ہے تو انسان پھر فرعون بن جاتا ہے پھر وہ بھول جاتا ہے تو بزرگ کیا کہتے ہیں کہ صبر سے زیادہ مشکل شکر کرنا ہے تو اللّٰہ تعالی مجھے اور آپ کو شکر کرنے والا بنائے جس نے شکر کیا اس نے صبر کیا جس نے صبر کیا اس نے شکر کیا اب جو ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کیا کرتے ہیں

آیت نمبر 20۔ وَتَفَقَّدَ ٱلطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِىَ لَآ أَرَى ٱلْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ ٱلْغَآئِبِينَ

ترجمہ۔ ایک اور موقع پر) حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کا جائزہ لیا اور کہا "کیا بات ہے کہ میں فلاں ہُد ہُد کو نہیں دیکھ رہا ہوں کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے؟

وَتَفَقَّدَ ٱلطَّيْرَ کہ انہوں نے جائزہ لیا کس کا پرندوں کا یہ اسم جائزہ یہاں پہ **وَتَفَقَّدَ** جو ہے اس کا مطلب کیا ہے گم پایا انہوں نے پرندوں میں کس کو گم پایا ہدہد کو تو **(ف ق د)** کےمعنی ہوتے ہیں کہ کوئی چیز جو وقتی طور پر نظر نہیں آرہی موجود تو تھی لیکن وقتی طور پر مل نہیں رہی تو اس کا جائزہ لینا اس کو تلاش کرنا **وَتَفَقَّدَ** اور انہوں نے جائزہ لیا پرندوں کا جائزہ لیا گویا کہ پرندے جو ان کے پاس فوج کی شکل میں تھے آپ اس کا جائزہ لے رہے ہیں آپ سوچیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کتنے زیادہ نظم وضبط والے تھے کہ اپنے پرندوں کی فوج کا بھی جائزہ لیا کرتے تھے جب جائزہ لیا **فَقَالَ** تو کہنے لگے کہ میں نہیں دیکھ رہا ہدہد کو کیا بات ہے کہ مجھے ہدہد نظر نہیں آرہا کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے غائب کی جمع ہے **ٱلْغَآئِبِينَ** تو یا تو یہ ہے کہ وہ موجود ہے اور مجھے نظر نہیں آرہا اور یا پھر وہ کہیں غائب ہو گیا ہے

آیت نمبر 21۔ لَأُعَذِّبَنَّهُۥ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاْذْبَحَنَّهُۥٓ أَوْ لَيَأْتِيَنِّى بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ

ترجمہ۔ میں اسے سخت سزا دوں گا، یا ذبح کر دوں گا، ورنہ اسے میرے سامنے معقول وجہ پیش کرنی ہو گی

میں ضرور بضرور اس کو سزا دوں گا سخت" **ل"** لام تاکید ہے نون مشدد ہے اور یہ بھی تاکید کے لئے ہوتا ہے تو ضرور بضرور میں اس کو سزا دوں گا اور سزا بھی کیسی؟ سخت سزا یا پھر میں اسے ذبح ہی کر ڈالوں گا یعنی کیا کروں گا؟ ذبح کر ڈالوں گا ورنہ اسے میرے سامنے کوئی معقول

وجہ پیش کرنی ہوگی اب آپ دیکھ لیں کہ یہاں پر یہ بات پتہ چل رہی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو فضائی فوج تھی پرندے۔ اب انھوں نے پرندوں کی فوج کا جائزہ لیا ہدہد نظر ہی نہیں آیا بڑے غصے میں ہیں کیا بات ہے کہ مجھے ہدہد نہیں نظر آرہا وہ موجود ہے اور مجھے نظر نہیں آرہا یا پھر یہ ہے کہ وہ غیر حاضر ہے وہ موجود ہی نہیں ہے ان کے پرندے جب جمع ہوتے تھے اس کی حاضری لی جاتی تھی اور ہماری کلاس کے جو چند طالب علم ہیں ان کی حاضری مشکل ہو جاتی ہے اور آپ دیکھیں اب یہاں پر وہ کیا کہہ رہے ہیں کہ یا تو وہ یہیں کہیں ہے مجھے نظر نہیں آرہا یا پھر یہ کہ وہ غیر حاضر ہے اب ایسے ہی نہیں غیر حاضر اس کو کیا کرنا پڑے گا **لَيَأْتِيَنِّى بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ** اس کو ضرور بضرور لانی ہوگی آپ دیکھیں **اٰتی** کے ساتھ "**ب** "آگیا ہے تو لانی ہوگی **بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ** سلطان دلیل کو کہتے ہیں **مُّبِينٍ** کھلی یعنی کھلی معقول وجہ یا عذر یا دلیل اس کو پیش کرنی ہوگی عذر شرعی ورنہ میں اس کو سخت سزا دوں گا یا پھر ذبخ کر دوں گا دو باتیں سخت سزا یا پھر بالکل اس کو ختم ہی کر دوں گا ذبخ ہی کر دیا اب آپ بتائیں جب طالبعلم کلاس میں غیر حاضر رہیں اور کوئی عذر بھی نہ ہو اور عذر پیش بھی نہ کریں اور پھر وہ ہدہد بن جائیں اور ہر طالبعلم ہدہد بنا رہتا ہے تو پھر اس کلاس کا کیا حال ہوگا اور اب آپ دیکھیں کہ اب یہاں پر کیا بات ہمیں پتہ چل رہی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جو ہیں وہ بڑے نظم وضبط والے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی فوج میں باقاعدہ تربیت پائے ہوئے مختلف قسم کے پرندے تھے ان کی مختلف جماعتیں تھیں گروہ بندیاں تھیں ان کی صف بندیاں تھیں کوئی پیغام دینے کے لئے تھا، کوئی جاسوسی کرنے کے لئے تھا, کسی سے وہ حال پتہ کرتے تھے۔ وہ پرندوں کی بولی جو سمجھتے تھے تو موجودہ زمانے کے جو سائنس دان ہیں ان کی نسبت زیادہ اچھے طریقے سے وہ ان سے کام لیتے تھے اور تھے بڑے اصولوں والے بڑے بہترین امام تھے بڑی اچھی خوبیاں ان کے اندر پائی جاتیں تھیں تو اس لئے اب وہ ایک ہدہد کے نہ ہونے پر سخت جائزہ لے رہے ہیں اور غصے میں ہیں

اور پوچھ رہے ہیں کہ ہدہد کہاں ہے اب آپ دیکھیں کہ ہدہد کے بارے میں یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہدہد سے خاص کام لیا کرتے تھے ہدہد سے کیا کام لیتے تھے؟ ہدہد کے متعلق یہ مشہور ہے کہ جس مقام پر پانی سطح زمین سے نزدیک تر ہو ہدہد کو پتہ چل جاتا ہے کہ پانی سطح زمین کے قریب ہے تو ہدہد کو اللہ نے ایسی صلاحیت دی ہے کہ اس کو پتہ چل جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے لشکر کے لئے پانی کی ضرورت تھی شاید یہ وجہ تھی اب پانی چاہئے تھا تو پرندوں کے لشکر میں ہدہد کو تلاش کیا وہ ملا ہی نہیں اب آپ کو سخت رنج ہوا کہ اب میں اس کو سخت سزا دوں گا تو بعض اوقات یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ہدہد سے جاسوسی کا کام لیتے تھے یعنی ہدہد کیا کرتا تھا کہ خبر رسانی تجسس وغیرہ یعنی گویا کہ وہ پتہ کر لیتے تھے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے تو وہ ہدہد سے کوئی کام لینا چاہتے تھے بہرحال ان کو ہدہد نظر نہیں آیا تو آپ دیکھیں موجودہ زمانے میں بھی پرندوں سے پیغام رسانی کا کام لیا جاتا ہے کبوتر کے بارے میں کیا مشہور ہے کہ میرا خط لے کر چلا جا یا پھر کتوں کے بارے میں کیا ہے کہ کتے جاسوسی کا کام کرتے ہیں ہے تو اصل بات کیا ہے کہتے ہیں کہ فلسطین کے علاقے میں ہدہد کی کثرت ہے اور یہ پرندہ بھی اس مقصد کے لئے کبوتر ہی کی طرح ہوشیار ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی فوج میں ان کو یہ کام دیاہوا تھا تو گویا کہ ہر ایک سے آپ کوئی نہ کوئی کام لیتے تھے تو اس طرح ایک استاد کو بھی اپنے ہر طالبعلم سے کام لینا چاہیے اور ایک اچھا استاد اور ایک اچھا جرنیل اور ایک اچھا امام بہت منتظم بھی ہوتا ہے اور بہت نظم و ضبط والا بھی ہوتا ہے اور وہ **چَومُکھی لڑنے والا** (چَو یعنی چار اور مُکھ یعنی منہ ہر محاذ پر) اور خوب بہترین جائزہ اور محاسبہ کرنے والا ہوتا ہے **فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ** پھر کچھ دیر نہ گزری تھی **فَمَكَثَ** ہوتا ہے کسی کے انتظار میں ٹھہرنا **فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ** بس وہ ٹھہرے رہے **فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ** بس وہ ٹھہرے رہے ہیں یعنی تھوڑی دیر کے بعد ہی، تھوڑے ہی انتظار کے بعد کیا ہوا **فَقَالَ** پھر اس نے کہا کس نے کہا ہدہد نے

کہا اور پیچھے آپ نے پڑھا تھا کہ چیونٹی نے کہا **قالت** پڑھا تھا وہ **نَمْلَةٌ** کے لئے تھا یہاں پہ ہدہد کے لئے ہے **فَقَالَ** اس نے کہا **أَحَطْتُ** میں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ میں نے احاطہ کیا ہے یعنی گویا کہ علم لیا ہے اور اس کے ارگرد اس نے دیوار بنا دی یہاں پہ جو لفظ ہے **أَحَطْتُ** یہ کبھی تو ہوتا ہے حسی اور کبھی ہوتا ہے معنوی. یہاں پہ معنوی لحاظ سے ہے کہ میں نے معلومات اکٹھی کی ہیں معلومات جمع کی ہیں حاصل کی ہیں **أَحَطْتُ** میں نے معلومات حاصل کی ہیں **بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ**ۦ جو آپ کے علم میں نہیں ہیں جو آپ نے حاصل نہیں کیں اور وہ کیا ہے **وَجِئْتُكَ** اور میں لایا ہوں تیرے پاس۔ تیرے پاس سے کون مراد ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کہ میں آپ کے پاس معلومات لے کر آیا ہوں **مِن سَبَإٍ** سبا کے متعلق اور **بِنَبَإٍ** ایک بڑی خبر اور خبر کی تفصیل کیا ہے **يَقِينٍ** یقینی خبر میں سبا کے متعلق یقینی اطلاع لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں **إِنِّى وَجَدتُّ** بے شک میں نے پایا ہے **ٱمْرَأَةً** ایک عورت کو **تَمْلِكُهُمْ** کہ وہ حکومت کر رہی ہے یعنی جو اس قوم کی حکمران ہے **تَمْلِكُهُمْ** جو سبا کے اوپر حکومت کر رہی ہے **وَأُوتِيَتْ** اور اس کو دیا گیا ہے عطا کیا گیا ہے **مِن كُلِّ شَىْءٍ** ہر طرح کی چیز **وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ** اور اس کا تخت بڑا عظیم الشّان ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ اب یہاں پر وہ اپنی غیرحاضری کی ایک وجہ بتا رہا ہے اور وجہ کیا ہے کہ میرے پاس وہ معلومات ہیں جو آپ کے پاس نہیں ہیں اپنی کارگزاری کی رپورٹ پیش کر رہا ہے کہ میں مُلکِ سبا سے ایک سچی اطلاع لے کر آیا ہوں اور جو آپ کو بھی نہیں پتہ تو سبا عرب کا مغربی جنوبی علاقہ ہے(جو **یمن حضرموت** اور **عسیر** والا ہے) تو ہدہد کے قول کا یہ مطلب نہیں تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جو ہیں اس ملک اور ملک کے حالات سے بے خبر ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تھا نہیں بلکہ قریب کے ملک سے یعنی عرب کے جو جنوب مغربی علاقے کا جو ملک ہے اس سے وہ ناواقف تھے تورات اور قرآن دونوں سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنےارد گرد کے حالات سے خوب واقف تھے اور بلکہ یہ بھی آتا ہے کہ انہیں ملکہ سبا کے بارے

میں بھی پتہ تھا کیونکہ سبا جنوبی عرب کی مشہور تجارت پیشہ قوم تھی اس کا دارالحکومت مآرب تھا اور یہ قوم جو تھی ایک ہزار سال تک عرب میں اپنی عظمت کے ڈنکے بجاتی رہی سبا جیسے آپ دیکھیں کہ **"حمیاری"** لوگ ہوتے ہیں جنوبی عرب کی ایک مشہور قوم ہے **قومِ حمیری** اسی طرح جیسے فرعون تو ان کا بھی ایک عنوان تھا اور یہ قوم کیا تھی یہ قوم اپنی دولت کے لئے بڑی مشہور تھی دنیا کی سب سے زیادہ مالدار قوم تھی تجارت کے علاوہ ان کی خوشحالی کا بڑا سبب کیا تھا انہوں نے اپنے ملک میں جگہ جگہ بند باندھ کر ایک بہترین نظام آبپاشی یعنی پانی کا ایک بہترین نظام قائم کر رکھا تھا جس سے ان کا پورا علاقہ جنت بناہوا تھا اور ان کے ملک میں غیر معمولی سرسبزگی تھی شادابی تھی یونان کے مؤرخ بھی اس کا ذکر کرتے ہیں یعنی ہمارا قرآن بھی تورات بھی اور ویسے آپ اگر تاریخ کو کھولیں تو اس میں بھی اس کا پتہ چلتا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے واقف تو تھے کیونکہ جیسے تورات سے بھی پتہ چلتا ہے لیکن وہ جو تفصیلی حالات تھے اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ آپ اس سے ناواقف ہوں اور آپ دیکھیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں تو یہ بھی آتا ہے کہ آپ نے بحری بیڑا بنایا ہوا تھا جس سے دور دور کے ممالک کا سفر کیا جاتا تھا تو اب پھر جب آپ کو پتہ تھا ملکہ سبا کا بھی حالات کا بھی تو پھر ہدہد نےآ کر یہ کیوں کہا کہ میرے پاس جو معلومات ہیں وہ آپ کے پاس نہیں ہیں مفسرین یہ کہتے ہیں کہ ہدہد کا مطلب یہ تھا کہ میں جو تازہ اطلاع لے کر آیا ہوں اس نے اپنی غیر حاضری کا عذر پیش کیا اور جو تازہ اطلاع پیش کی تو یہ اس کا مطلب تھا کہ جو میرے پاس اس وقت اطلاع ہے وہ آپ کے علم میں نہیں ہے یہ اس کا مطلب تھا کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا ہے جو سبا نامی قوم کی حکمران ہے اور یہ مشہور تجارت پیشہ قوم تھی اور اس کو بڑا کچھ دیا گیا ہے اور اس کے پاس ایک بہت بڑا عرش بھی ہے تو انشاءاللہ اس کی تفصیل ہم اگلا جو ہمارا سبق ہے اس میں بھی دیکھیں گے کہ کیا اس کی تفصیل تھی دراصل یہاں یہ پتہ کیا چل رہا ہے کہ ہدہد بتا یہ رہا ہے کہ ایک ملکہ

ہے اور بہت کچھ اس کے پاس ہے وہ حکمران ہے اور عظیم الشان اس کے پاس تخت ہے تو گویا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی حکمران تھے آپ کا تخت بھی بڑا عظیم الشان تھا لیکن ملکہ کا عظیم الشان تخت اور مزید ابھی ہدہد کی تقریر آگے جاری ہے تو انشاءاللّٰہ آئندہ سبق میں دیکھتے ہیں

تو آج کے سبق سے پھر ہمیں عمل کیلئے اصول کیا ملا کہ اللّٰہ تعالی ہم سب کو شکر کرنے والا بنائے اور شکر کی بنیادوں میں ایمان ہو اور اللّٰہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کرلے جو اللّٰہ کی شکر گزار بندے ہیں

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ